

# Khabor-o-Nazar

SUMMER  
2018

موسم گرما ایڈیشن ۲۰۱۸ء

U.S. EMBASSY  
NEWS & VIEWS

## Khumarian

SPREADING CULTURE  
THROUGH MUSIC

موسیقی کے ذریعے ثقافت کا فروغ

## خماریاں

تعارف - ثناء محمود

ALUMNI PROFILE

**SANA  
MAHMUD**

FIRST EVER  
POLICEWOMEN'S  
PARADE

خواتین پولیس پریڈ

# خبر و نظر Khabr-o-Nazar

## U.S. EMBASSY NEWS & VIEWS

SPECIAL EDITION

خصوصی شماره

**Editor in Chief**

Kathryn Crockart - Counselor for Public Affairs

**Managing Editor**

Richard Snelsire - Embassy Spokesperson

**Associate Editor**

William Holton, Wasim Abbas

**Background**

Khabr-o-Nazar is a free magazine published by the U.S. Embassy, Islamabad.  
The magazine is designed and printed by Groove Associates.

**Stay Connected**

Khabr-o-Nazar, Public Affairs Section  
U.S. Embassy, Ramna 5, Diplomatic Enclave Islamabad, Pakistan

**Email**

infoisb@state.gov

**Website**

[http://pk.usembassy.gov/education.culture/khabr\\_o\\_nazar.html](http://pk.usembassy.gov/education.culture/khabr_o_nazar.html)

ایڈیٹر ان چیف  
کیئرین کروکارت، قونسلر برائے پبلک افیئرز

مینجنگ ایڈیٹر  
رچرڈ سنیل سائر

ایسوسی ایٹ ایڈیٹر  
ولیم ہولٹن، وسیم عباس

پس منظر

خبر و نظر امریکی سفارتخانہ اسلام آباد کی طرف سے شائع کردہ ایک با قیمت میگزین ہے  
میگزین کو گروو ایسوسی ایٹس نے ڈیزائن اور طبع کیا۔

رابطہ رکھیے

خبر و نظر، شعبہ امور عامہ

سفارتخانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ رمننا ۵، ڈپلومیٹک انکلیو، اسلام آباد، پاکستان

ای میل

infoisb@state.gov

ویب سائٹ

[http://pk.usembassy.gov/education.culture/khabr\\_o\\_nazar.html](http://pk.usembassy.gov/education.culture/khabr_o_nazar.html)



[www.twitter.com/usembislamabad](http://www.twitter.com/usembislamabad)



[www.facebook.com/pakistan.usembassy](http://www.facebook.com/pakistan.usembassy)



[flickr.com/photos/usembpak](http://flickr.com/photos/usembpak)



[www.youtube.com/c/usembpak](http://www.youtube.com/c/usembpak)



@usembislamabad

# Content

# فہرست مضامین

Events	3	تقریبات
Art Activist	5	فن برائے امن
Connecting Through Music	7	موسیقی کے ذریعے روابط
Curious George Returns	8	مسلمان دوست کی مدد کے لیے
Infographic	9	انفوگرافکس
Khumarian	11	خماریاں
Pakistan's First Policewomen's Parade	15	پاکستان کی پہلی خواتین پولیس پریڈ
Faran Tahir	21	فاران طاہر
Nightingales Of Pamir	23	پامیر کی بلبلیں
Sana Mahmud, a Champion	28	شہنا محمود ایک چیمپئن
Courage and Diversity	31	امید جرات اور تنوع
Building Confidence	33	پراعتمادی کا حصول
Canvas to the Classroom	34	کیونرس سے کمرہ جماعت تک
A Love Letter to Karachi	35	کراچی کے نام پیار بھری چٹھی
How American Muslims Give Back During Ramadan	37	ماہ رمضان میں امریکی مسلمانوں کی کار خیر میں شرکت

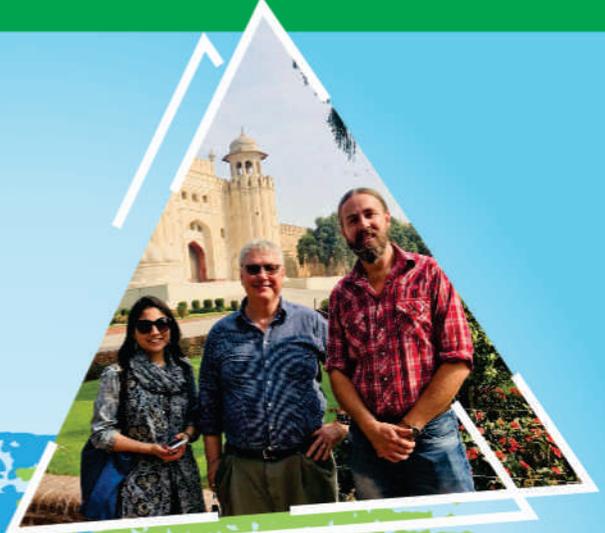


# EVENTS



**Shaoor Foundation and Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar partnered to train 200 young women in entrepreneurship skills at the Eleanor Roosevelt Corner Peshawar.**

شہور فاؤنڈیشن اور شہید بے نظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی پشاور نے دو سو لڑکیوں کو تجارتی مہارتوں کی تربیت کی فراہمی کے لئے شراکت داری کی۔ اس شراکت کے تحت پشاور میں قائم ایلی ٹورنٹو ویمنس کارنر میں اختتامی سیشن کی میزبانی ہمارے لئے ایک اعزازی بات ہے۔



**University of Texas at Austin faculty Joseph D. Straubhaar and Ben Bays recently visited The National College of Arts (NCA) in Lahore to conduct media workshops as part of a U.S. Department of State university partnership between NCA and UT Austin. During their stay, they toured Lahore's magnificent old city.**

آسٹن میں یونیورسٹی آف ٹیکساس کے اساتذہ جوزف ڈی اسٹراؤبہار اور بین بے نے نیشنل کالج آف آرٹس اور یونیورسٹی آف ٹیکساس، آسٹن کے دور مہمان امریکی محکمہ خارجہ کی یونیورسٹی شراکت کے تحت میڈیا تربیتی نشستوں کے انعقاد کے لئے حال ہی میں لاہور کے نیشنل کالج آف آرٹس کا دورہ کیا۔ اس قیام کے دوران ان اساتذہ نے شاندار ثقافت کے حامل قدیم لاہور کا بھی دورہ کیا۔

**In an effort to promote environmentally responsible behavior and make our planet clean and green, alumni of the Pakistan U.S. Alumni Network (PUAN) Hyderabad and Jamshoro Chapters organized a river clean-up drive.**

پاکستان یو ایس ایلیومنائی نیٹ ورک (یو آن) حیدرآباد اور جامشورو چیپٹرز کے اراکین نے دریا کو صاف کرنے کی مہم کا اہتمام کیا جس کا مقصد ماحول دوست رویوں کو فروغ دینا اور کراچی اور جامشورو اور سرسبز بنانے کی ایک سعی تھی۔



**Acting Consul General John Warner welcomed approximately 70 differently-abled athletes from Para Sports Pakistan to U.S. Consulate Karachi. The athletes, along with Consulate staff, participated in football, visually impaired cricket and wheelchair tennis.**

کراچی میں امریکی قونصل خانہ کے قائم مقام قونصل جنرل جان وارنر نے تقریباً 70 مختلف صلاحیتوں کے حامل پارا سپورٹس پاکستان کی تقریباً 70 غیر مقدم کھلاڑیوں نے کراچی میں امریکی قونصل خانہ کے محلے کے ساتھ فٹبال، بینائی سے محروم افراد کی کرکٹ اور ویل چیئر ٹینس کے مقابلوں میں شرکت کی۔



# تقریبات



**U.S. Consulate Karachi invited athletes from the Karachi Kabaddi Association and 60 English Access girls and boys to a sports diplomacy event. Pakistanis taught Americans Kabaddi - a Pakistani sport popular in rural areas. Americans taught Pakistanis a game called Capture-the-Flag.**

کراچی میں امریکی قونصل خانہ نے کھیلوں کے ذریعے سفارت کاری کی ایک تقریب میں کراچی کبڈی ایسوسی ایشن کے کھلاڑیوں اور انٹرنیشنل ایٹلیٹس پروگرام کی ساتھ لڑکیوں اور لڑکوں کو مدعو کیا۔ تقریب کے دوران پاکستانی نوجوانوں نے امریکیوں کو پاکستان کے مقبول ترین مشہور کھیل کبڈی سکھائی اور امریکیوں نے پرچم کا حصول (کپچر دی فلاگ) نامی کھیل سے پاکستانیوں کو متعارف کرایا۔



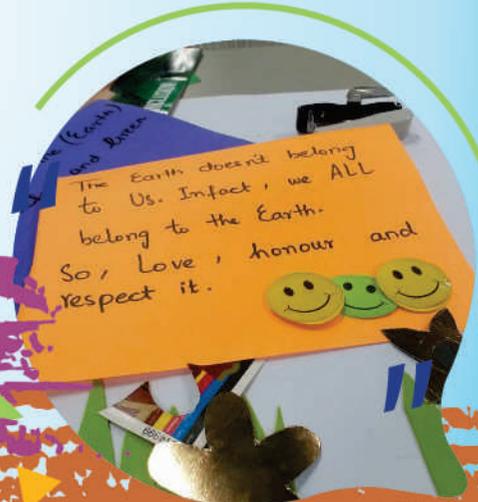
**The U.S. Embassy donated a set of books on mass communication and journalism to the National Press Club. U.S. Embassy Spokesperson Richard Snelsire handed over the books to NPC President Shakil Anjum. Other office-bearers of NPC were also present on the occasion.**

امریکی سفارت خانہ نے ابلاغ اور صحافت سے متعلق کتابیں نیشنل پریس کلب کو بطور عطیہ پیش کیں۔ امریکی سفارت خانہ کے ترجمان رچرڈ سنیلسائر نے کتابوں کا یہ تحفہ نیشنل پریس کلب کے صدر شکیل انجم کے حوالے کیا۔ اس موقع پر نیشنل پریس کلب کے دیگر عہدیداران بھی موجود تھے۔



**ATV reporter Nazia Tanveer Sardar Khan and cameraman Tanveer Sardar traveled to the U.S. as part of an Embassy Media Co-op.**

اسٹی وی کی رپورٹر نازیہ خاتون سردار ارخان اور کیمرا مین ٹانویر سردار نے امریکی سفارت خانہ کے ایک مشترکہ میڈیا پروگرام کے تحت امریکہ کا دورہ کیا، جہاں انہوں نے گزشتہ سال ہیتم ٹراک، مشی گن کے میٹر کے عہدے کے لئے سرگرم بیٹھ ویشی امریکی آئسبرج رومان سے ملاقات کی۔ آئسبرج ایک مقامی اسکول کی بورڈ رکن اور نوجوانوں کی ایک رجسٹرڈ اسکول کی بورڈ رکن کی خدمت میں سرگرم عمل ہیں۔



**Students from Bahauddin Zakariya University, Multan participated in a poster-making activity raising awareness on environmental conservation at the Multan Lincoln Corner to celebrate Earth Day.**

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کے طلبہ نے یوم زمین کے موقع پر ملتان لینکن کورنر سے متعلق آہنی کو فروغ دینے کے مقصد کے تحت ملتان لینکن کورنر میں پوسٹر بنانے کی ایک سرگرمی میں شرکت کی۔





## Art Activist

Raj Kumar figured he would be a businessman after graduating from college in Islamabad. But he got sidetracked, and today he is busy using the arts and sports to promote peace.

After seeing sectarian violence firsthand at school, "I thought I needed to divert my focus," he says.

One way he has done that is through his "Art for Peace" initiative, which brought together 500 young people and other community members from different ethnic and religious backgrounds to paint, draw and share messages of peace through art and music.

"We wanted to give a message to the parents," said Kumar, 24. "When we're kids, we don't differentiate between each other in terms of color, caste or religion. When we grow up, it's the society that molds us."

## فن برائے امن

راج کمار نے سوچا تھا کہ اسلام آباد میں کالج سے گریجویشن کے بعد وہ تاجر بنے گا۔ مگر اس نے راہ بدل لی اور آج کل وہ فنون لطیفہ اور کھیلوں کے ذریعے فروغ امن کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

اسکول میں اپنی آنکھوں کے سامنے فرقہ وارانہ تشدد دیکھنے کے بعد "میں نے سوچا کہ مجھے اپنی توجہ کہیں اور مرکوز کرنے کی ضرورت ہے،" اس نے کہا۔

ایک طریقہ، جس کے ذریعے انہوں نے یہ عمل سرانجام دیا، وہ "فن برائے امن" ہے، جس کے تحت انہوں نے مختلف نسلی اور مذہبی پس منظر سے تعلق رکھنے والے پانچ سو نوجوان اور دیگر کمیونٹی ممبران کو اکٹھا کیا کہ وہ مصوری اور تصویر کشی کریں اور فنون لطیفہ اور موسیقی کے ذریعے امن کا پیغام پھیلائیں۔

چوبیس سالہ راج نے کہا "ہم والدین کو پیغام دینا چاہتے تھے کہ جب ہم بچے ہوتے ہیں تو ہم آپس میں رنگ، ذات اور مذہب کی بنیاد پر امتیاز نہیں کرتے۔ جب ہم بڑے ہو جاتے ہیں تو یہ معاشرہ ہے جو ہمیں کسی نہ کسی قالب میں ڈھال دیتا ہے۔"



Supported by USAID's Small Grants and Ambassador's Fund Program, Walkabout Films featured endangered Himalayan brown bears in a documentary titled **Deosai - The Last Sanctuary**. The project aimed to create awareness about conservation through visual education as part of the Give Back Project. The film is available at this web link: <https://youtu.be/iIWAhJVPxtU> (Photo Credit: Walkabout Films (Private) Limited)

واک ابائوٹ فلمز نے امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یو ایس ایڈ) کی اہمال گرامس اور ایجنسی سیزر فنڈز پر وگرا م کے تعاون سے ہمالیہ کے بھورے ریچھوں جن کی نسل خطرے میں ہے، پر ایک دستاویزی فلم بنائی، اس دستاویزی فلم کا نام "ڈیوسائی۔ آخری پناہ" تھا۔ اس کا مقصد ایک خدمتی منصوبے "کوویک پروجیکٹ" کے حصے کے طور پر امریکی تعلیم کے ذریعے ہمالیہ کے بھورے ریچھوں کی نسل کو محفوظ بنانے سے متعلق آئی پیو کرنا تھا۔ (فوٹو۔ واک ابائوٹ فلمز (پرائیویٹ) لمیٹڈ)



## Connecting Through Music

The U.S. Air Force's Central Command Band (AFCENT) helped celebrate 70 years of partnership between Pakistan and the United States through musical performances. The AFCENT Band provided music and entertainment for embassy-sponsored events, including musical performances at a local school and appearances on Pakistani television and radio. The performances marked the first-ever appearance of the AFCENT Band in Pakistan, giving the band a chance to represent the U.S. and reach out to the people of Pakistan through the power of music. "Music is a universal language," said Tech. Sgt. Lori Reeves, lead singer of the AFCENT Band. "It comes from the heart, it's real and something people can connect to."

## موسیقی کے ذریعے روابط

امریکی فضائیہ کی سینٹرل کمانڈ (ایف سینٹ) نے اسلامی جمہوریہ پاکستان اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے درمیان 70 سالہ اشتراک کار کی یادمانے کیلئے موسیقی کے پروگرام منعقد کئے۔

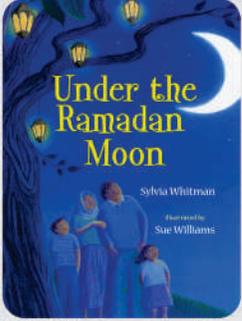
ایف سینٹ بینڈ نے امریکی سفارتخانہ کے تعاون سے موسیقی اور تفریحی پروگرام منعقد کرنے کیلئے مقامی اسکولوں میں اور پاکستانی ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔

ان پروگراموں کے ذریعے ایف سینٹ بینڈ نے پہلی بار پاکستان میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا جس میں بینڈ کو امریکہ کی نمائندگی کرنے اور موسیقی کی طاقت کے ذریعے پاکستانی عوام تک رسائی کا موقع ملا۔

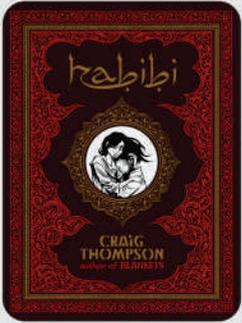
ایف سینٹ بینڈ کے سرکردہ گانگ ٹیکنیشن سارجنٹ لوری ریوے نے کہا کہ موسیقی ایک عالمی زبان ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو لوگوں کو آپس میں جوڑتی ہے۔

MORE

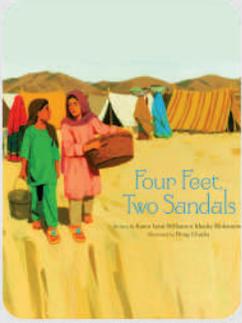
Check out these other English-language books about Muslim Life



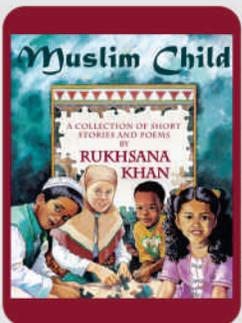
Under the Ramadan Moon  
رمضان کے چاند کے نیچے



Habibi  
حبیبی



Four Feet, Two Sandals  
چار پائوں دو جوتے



Muslim Child  
مسلمان بچہ



## Curious George Returns to help his Muslim friend

He's back! Curious George, everyone's favorite mischievous monkey, has turned up for a new adventure with his caretaker, the Man with the Yellow Hat.

"It's Ramadan, Curious George" follows George as he learns about the Islamic holy month from his young friend Kareem. When Kareem decides to try fasting for the first time, George resolves to help by distracting Kareem whenever he feels hungry.

Originally created by H.A. and Margret Rey in 1939, the Curious George books are childhood classics, and publisher Houghton Mifflin Harcourt asked Pakistani-American author Hena Khan to write the latest entry in the series. "I thought it was an amazing opportunity for inclusion and to really allow Muslim children to identify with this character they love so much," Khan told the New York Daily News.

Houghton Mifflin Harcourt isn't the only publisher now serving diverse U.S. readers. Simon & Schuster recently announced the launch of Salaam Reads, an imprint focused on Muslim characters and stories.

Salaam's first titles appeared in 2017 "to provide fun and compelling books for Muslim children" while also "entertaining and enriching...a larger non-Muslim audience," Executive Editor Zareen Jaffery said.

Khan hopes her Curious George story demonstrates how Islam's universal values — community, family and charity — are magnified during Ramadan.

A Muslim herself, Khan sought to portray U.S. Muslims "of all backgrounds and races, women who...cover their hair and women who don't, and Muslims who engage with their non-Muslim friends and open up their mosques to interfaith and charitable activities," she told the Daily News.

"I think it's important as a Muslim writer now to share our cultural traditions and show that the things we care about as humans...are the same across the board," she said.

## مسلمان دوست کی مدد کے لیے کیوریس جارج کی واپسی

وہ واپس آ گیا ہے! کیوریس جارج، سب کا پسندیدہ شرارتی بندر اپنے رکھوالے دی مین وودی ہیلو ہیٹ (چلی ٹوٹی والے دی) کے ساتھ مل کر کسی نئے ایڈیوچر کے لیے لوٹ آیا ہے۔

اب رمضان المبارک ہے، کیوریس جارج کو جیسے ہی اپنے نئے دوست کریم سے اسلامی مقدس مہینے کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے جارج کی بیرونی شروع کر دی۔ جارج نے عزم کیا کہ جب کریم پہلی مرتبہ روزہ رکھنے کا فیصلہ کرے گا اور اس کو بھوک محسوس ہوگی تو میں اس کی توجہ ہٹا کر اس کی مدد کروں گا۔

دراصل میں ایچ اے اور مارگریٹ ایس کی جانب سے سنہ ۱۹۳۹ء میں تصنیف کی گئی "کیوریس جارج" بچوں کے پڑھنے کے لیے لکھا گیا کتابیں ہیں۔ حال ہی میں، پبلشر ہوفٹن مفلن ہارکورت نے پاکستانی خداداد امریکی مصنفہ حنا خان سے کہا ہے کہ اس سیریز کے لیے کچھ تحریر کریں۔ خان نے نیویارک ڈیلی نیوز سے بات چیت میں کہا "میں نے سوچا کہ شمولیت کے لیے ایک بہترین موقع یہاں حقیقت میں مسلمان بچوں کے لیے بھی کمان لایا گیا ہے، جس سے وہ محبت کرتے ہیں، اپنی شناخت مل رہی ہے۔"

ہوفٹن مفلن ہارکورت اب اکیلے ناشر نہیں، جو مختلف امریکی قارئین کے لیے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حال ہی میں سائمن اینڈ شوشر نے بھی مسلمان کرداروں اور کہانیوں پر مبنی تصانیف "سلاام ریڈس" کے آغاز کا اعلان کیا ہے۔

سلام سیریز کی اولین کتابیں ۲۰۱۷ء میں شائع ہوئیں، جن کا مقصد "مسلمان بچوں کے لیے تفریح والی اور متاثر کن کتابیں مہیا کرنا" جبکہ اس کے ساتھ "غیر مسلم سامعین کی ایک بڑی تعداد کو بھی" تفریح اور علم سے مالا مال کرنا تھا، "منتظم مدیر زین جعفری نے کہا۔

حنا خان نے امید ہیں کہ کیوریس جارج کہانی یہ دکھانے میں کامیاب ہوگی کہ اسلام کی آفاقی اقدار یعنی بھائی چارہ، خاندان اور صدقہ خیرات، کس طرح ماہ رمضان میں نمایاں ہو جاتی ہیں۔

حنا خان نے ڈیلی نیوز کو بتایا کہ بحیثیت ایک مسلمان، انہوں نے گونا گوں پس منظر اور نسلوں کے حامل سارے امریکی مسلمانوں کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے، جن میں وہ خواتین جو اپنے سر ڈھانکتی ہیں اور جو نہیں ڈھانکتیں اور وہ مسلمان جو اپنے غیر مسلم دوستوں کے ساتھ آٹھتے، بیٹھتے ہیں اور اپنی مساجد کے دروازے ہر مذہب کے بیروکاروں اور خیراتی سرگرمیوں کے لیے کھلے رکھتے ہیں۔

انہوں نے کہا "ایک مسلمان مصنف کے طور پر میں اس بات کو بہت اہم سمجھتی ہوں کہ اب ہم اپنی ثقافتی روایات کے بارے میں آگے دیں اور لوگوں کو بتائیں کہ ہم انسان ہونے کے ساتھ ہیں جن باتوں کا خیال رکھتے ہیں وہ ہر مذہب میں ایک جیسی ہی ہیں۔"

## لوئیس مونسین

# Why invest in women?

Aid programs that provide women opportunities to better their health, education, and well-being have effects far beyond a single individual.

**A women multiplies the impact of an investment** made in her future by extending benefits to the world around her, creating a better life for her family and building a strong community.

**99%**

of maternal deaths each year occur in the developing world.

Adequate health care, a skilled birth attendant and emergency care help prevent maternal deaths.



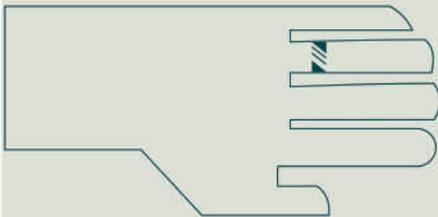
**1 in 5**

girls in developing countries who enroll in primary school never finish.



**1 in 7**

girls will marry before they are 15 in the developing world.



When 10% more girls go to school, a country's GDP increases on average by 3%.

Girls who stay in school for seven or more years marry four years later and have two fewer children.





**52%**

Women make up nearly 52% of the global total of people living with HIV.



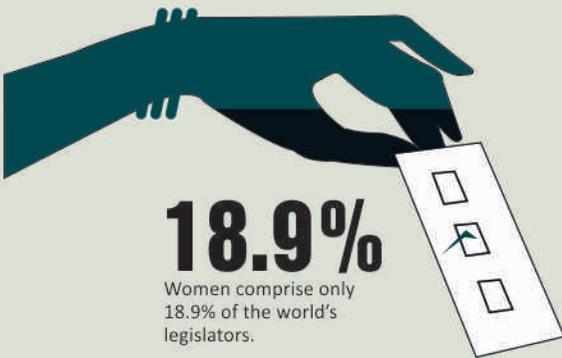
Current approaches to preventing mother-to-child HIV transmission are 98% effective.

**43%**

Women make up 43% of the agriculture labor force. However, women are less likely to own land, and own fewer amounts of land when they do.



When women have the same amount of land as men, there is over 10% increase in crop yields.

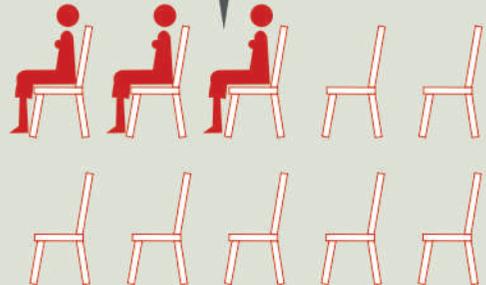


**18.9%**

Women comprise only 18.9% of the world's legislators.



Countries where women's share of seats in political bodies is greater than 30% are more inclusive, egalitarian, and democratic.



**USAID**  
FROM THE AMERICAN PEOPLE



موسیقی کے ذریعے ثقافت کا فروغ

# Kh

Spreading



خماریاں  
uimā  
riān

g Culture through Music



Khumarian was born in the age of sectarian violence, at the gateway to Central Asia, in the city of Peshawar. A band of musicians whose tunes are based on native Pakistani influences, with a tinge of inspiration from other world sounds, their focus is to elevate music to a medium of peace. Band members Farhan Bogra, Shiraz Khan, Aamer Shafiq and Sparlay Rawail attempt to enlighten youth with all-encompassing aesthetics in the performing arts. We recently caught up with the band to hear about their experiences sharing culture through music in the United States.

**1. How did you get involved in music?**

Music has been in our culture forever. In our villages, if one doesn't know how to dance 'Attan,' then one cannot take part in the congregational celebration of our land. This, coupled with the dwindling status of our folk music and overall class association of certain instruments, led us to try and transcend this issue and represent the Pashtun youth of today and their feelings about their musical heritage.

**2. How do you connect with people through music?**

Music gives everyone the same wavelength to vibrate on and to us that is

an appealing idea. Every culture has its own instrumental-based music, be it Dhamaal or Dhol Surna, and this authentic rawness is what helps us all connect.

**3. Is music a way to connect people from other cultures?**

You would be hard pressed to find someone who would say no to that. The simple answer is 'yes,' especially instrumental music since everyone makes up their own lyrics in their heart and takes away their own personal experience, rather than us telling them what the track is about and what to feel. When you give people the power to create, you connect with them deeply. Humans are intrinsically creative and get a sense of accomplishment from it; a subtle calm comes of it, and that's what we strive for.

**4. What was your U.S tour like, what did you learn and what were you surprised by?**

Our U.S tours were absolutely amazing, both for us and our audience. We learned that there are all kinds of people in a country and one cannot stereotype. We were honestly surprised by our audience's reactions to the fact that there are such acts from a country that

they knew little about apart from what they heard on the news. That was the point behind the tour, and the point was proven.

**5. What advice would you like to give the next generation of musicians?**

To be brutally honest, we still very much feel like the contemporary musicians of our time, so maybe we would be in a better position to answer this a decade down the road. But if we were pressed for some advice, we would say that play/organize/advocate for live music. This is what the listeners crave, this is what combats a plethora of social issues and this is what will keep you afloat if you want to make a career out of it. Apart from that, be yourself and remember that just because something is cliché, that doesn't mean it won't make you feel good.



کے فنکاروں کی جانب سے تھا جس کے بارے میں وہ بہت کم جانتے ہیں، ما سوائے اس کے جو انہوں نے خبروں میں سنا ہوا تھا اور یہی اس دورے کا مقصد بھی تھا جو بالآخر پورا ہوا

۵۔ آپ موسیقاروں کی آنے والی نسل کو کیا سمجھتے کریں گے؟

انتہائی ایمانداری کی بات یہ ہے کہ ہم ابھی تک خود کو عصر حاضر کا موسیقار ہی محسوس کرتے ہیں، شاید ایک عشرے کے بعد ہم اس سوال کا مناسب جواب دینے کے قابل ہوں۔ لیکن اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو ہم یہی کہیں گے کہ لائیو میوزک (براہ راست موسیقی) ہمیں، متعقد کریں اور اس کی ترویج کریں، کیوں کہ سامعین اسی کی آرزو کرتے ہیں اور یہ سماجی مسائل کے اظہار سے نمٹنے کا حل بھی ہے۔ اور اگر آپ اس شبہ کو اپنا چاہتے ہیں تو لائیو میوزک آپ کو کامیابی کی راہ پر گامزن رکھے گا۔ اس کے علاوہ اپنی شناخت برقرار رکھیں اور یاد رکھیں کہ اگر کوئی چیز پرانی اور فرسودہ ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ آپ کے حق میں بہتر نہیں ہوگی یا اس کی وجہ سے آپ اچھے نہیں لگیں گے یا آپ کو تبدیل ہونا پڑے گا۔



**KHUMARIYAAN**  
EXISTENCE IS RESISTANCE

یہ دل موہ لینے والا خیال ہے۔ ہر تمدن میں اپنے اپنے آلات پر مبنی موسیقی ہوتی ہے چاہے وہ جمال ہو یا ذوالشرف، لیکن ان سب کے اندر ایک ناپختہ اسلوب ہوتا ہے جو ہمیں آپس میں جوڑ کر رکھتا ہے۔

۴۔ کیا موسیقی دوسری تہذیبوں کے لوگوں کو بھی جوڑنے کی راہ ہوا کرتی ہے؟

آپ کو شاید کسی کوئی شخص ایسا ہے جو اس سوال کا جواب نفی میں دے گا، لہذا اس سوال کا آسان جواب "ہاں" ہے، خاص طور پر آلات موسیقی پر مبنی دھنیں۔ چونکہ اس میں گیتوں کے بول نہیں ہوتے اس لیے سننے والا اپنے دل میں کوئی اپنا نغمہ تخلیق کر لیتا ہے اور اپنے ساتھ اپنا داخلی تجربہ لے کر جاتا ہے، بجائے اس کے کہ ہم بتائیں کہ اس دھن کا کیا موضوع ہے اور وہ کیا محسوس کریں۔ جب آپ لوگوں کو تخلیق کرنے کی ترویج دیتے ہیں تو آپ ان سے شلک ہوجاتے ہیں۔ انسان فطری طور پر ایک تخلیق کار ہے اور تخلیقی عمل سے اسے اپنے مکمل ہونے کا احساس ہوتا ہے اور پھر اس میں ظہور آجاتا ہے اور یہی وہ منزل ہے جس کی ہمیں تلاش ہے۔

۳۔ آپ کا دورہ امریکہ کیسے رہا، آپ کو کیا سیکھنے کا موقع ملا اور آپ کس بات سے حیران ہوئے؟

جی امریکہ کا دورہ ہمارے لیے اور ہمارے سامعین دونوں کے لیے ایک زبردست تجربہ تھا۔ ہم نے یہ دیکھا کہ وہاں ہر طرح کے لوگ ہیں اور ان کو گھسے پٹے پینے پر نہیں توڑا جاسکتا۔ ہم اپنے سامعین کے ردعمل سے کافی حیران ہوئے کیونکہ وہ حقیقت ان کے لیے اس فن کا مظاہرہ ایک ایسے ملک

"نہاریاں" ایک ایسے دور میں، جب فرقہ وارانہ غارتگری، فوجی کارروائیوں اور نوٹس امریکی توسیع پسندیوں کا دورہ دورہ تھا، اور ایسے مقام پر معرض وجود میں آیا جس کو وسطی ایشیا کا دورہ کہتے ہیں، یعنی شہر پشاور۔ موسیقاروں کا ایسا مآخذ، جس کے نغروں کی بنیاد موسیقی پر پاکستانی اثرات ہیں، لیکن وہ دنیا کی دیگر دھنوں سے بھی متاثر ہے، اور اس کی توجہ اس بات پر ہے کہ موسیقی کو امن و آشتی کے فروغ کے میڈیم کے درجے پر پہنچایا جائے۔ فرحان بوگرہ، شیراز خان، عامر شفیق اور اسپارلے راویل پر مشتمل اس بینڈ نے نوجوانوں کو پرفارمنگ آرٹس کی تمام تر تعلیمات سے روشناس کروانے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے حال ہی میں اس بینڈ سے ملاقات کر کے موسیقی کے ذریعے گفتگو کو متعارف کروانے کی کوششوں اور امریکہ جاکر فن کا مظاہرہ کرنے کے تجربات کے بارے میں بات چیت کی۔

۱۔ آپ نے موسیقی کی دنیا میں قدم کیسے رکھا؟

موسیقی ہمیشہ سے ہماری ثقافت کا حصہ رہی ہے، ہمارے دیہات میں اگر کسی کو "آتن" "ناچ" نہیں آتا تو وہ کسی بھی لوگ تہوار کے دوران اجتماعی جشن میں حصہ لینے سے محروم ہوتا ہے، انہی باتوں نے اور پھر ہماری لوگ موسیقی کی مزہک ہوتی حیثیت اور بعض آلات موسیقی کی طبعاتی وابستگی نے ہمیں ہمیزدی کہ ان حدوں سے باہر نہ ہو کر آج کے پشتون نوجوانوں اور فن موسیقی کے ورثے کے بارے میں اس کے جذبات کی نمائندگی کریں۔

۲۔ آپ موسیقی کے ذریعہ لوگوں کے ساتھ تعلق کس طرح جوڑ لیتے ہیں؟

موسیقی ہر کسی کو جھومنے کے لیے یکساں لہر فراہم کرتی ہے اور ہمارے لیے







**U.S.  
EMBASSY  
SUPPORTS  
PAKISTAN'S  
FIRST  
POLICEWOMEN'S  
PARADE**

پاکستان  
کی پہلی  
خواتین پولیس پریڈ  
کے انعقاد میں  
امریکی سفارتخانہ  
کی اعانت

*In celebration of International Women's Day on March 8, the U.S. Embassy's International Narcotics and Law Enforcement Affairs (INLEA) Section partnered with the Islamabad Capital Territory Police to organize Pakistan's first-ever policewomen's parade. The parade highlights INLEA's commitment to increasing the recruitment, retention, promotion and mainstreaming of policewomen throughout Pakistan.*

## **INLEA PROMOTES THE MAINSTREAMING OF POLICEWOMEN**

Women currently represent only 2.5 percent of the Islamabad Police force and 1.5 percent of police nationally. INLEA is working with the National Police Bureau through the Gender Responsive Policing Project to increase the recruitment, retention, and promotion of women in the police; improve police response to gender-based violence crimes; and increase gender-sensitive policies throughout Pakistan's 15 police organizations. Now in its third phase, the project also aims to revitalize the Women Police Forum and anti-sexual harassment committees of each police organization, increase the gender sensitivity of police training programs, and collect data on gender-based violence and policewomen in order to

### **POLICE CHIEF RECOGNIZES WOMEN'S INTEGRAL ROLE, COMMITTS TO DOING MORE**

Over 200 policewomen from the Islamabad Police, including female members of the Counterterrorism Force, Anti-Terrorist Squad, and Traffic Police, participated in the parade. More than 150 senior government and law enforcement officials joined Islamabad Inspector General of Police Dr. Sultan Temuri at the event, which included skits, songs, documentaries, and speeches that highlighted the diverse roles that policewomen play in society and in policing.

During his remarks, IGP Temuri stated that women make up 2.5 percent of his organization and that he is committed to reaching the UN international standard of 20 percent. "There is no force more powerful than a woman determined to rise," he said, noting that "women are performing similar duties and undergoing similar training as their male counterparts." IGP Temuri concluded the event by presenting awards to female police officers for their contributions to policing.

Since taking office in December 2017, Temuri has taken steps to improve the delivery of gender-responsive policing in Islamabad, including the inauguration of a Women and Child Protection Center at the only women's police station in Islamabad that brings together services provided by the local community, civil society, and government to provide a one-stop center for victims of gender-based



violence. Temuri has also partnered with human-rights organizations and appointed 22 specially-trained officers at all police stations in Islamabad to handle community policing and human-rights issues.

At the event, INLEA-Pakistan publicly recognized Sameena Sarwar as Mission Pakistan's nominee for the State Department's International Women of Courage Award. INLEA awarded Sameena a certificate recognizing the enormous personal obstacles she overcame to become a police officer, sharpshooter, and member of Pakistan's elite police counterterrorism unit, and her courage, tenacity, and excellence in serving her community and the people of Pakistan.

better inform Government of Pakistan policies on gender-responsive policing.

INLEA also supports targeted infrastructure upgrades at police stations and training facilities that better accommodate both policewomen and citizens. INLEA provides policewomen with essential equipment, such as vehicles, office equipment, protective gear, and radios. Since 2011, INLEA has provided 42 vehicles and 1,045 pieces of investigative, protective and communication equipment to policewomen in Balochistan, Islamabad, and Sindh. In 2017, INLEA provided 10 motorcycles to policewomen serving in the

## امریکی محکمہ خارجہ کے ادارہ برائے بین الاقوامی انسداد منشیات و امور برائے نفاذ قانون (آئی این ایل) نے ۸ مارچ کو خواتین کے عالمی دن کی مناسبت سے پاکستان کی پہلی پولیس ویمن پریڈ کے انعقاد کے لئے اسلام آباد پولیس کے ساتھ تعاون کیا۔ اس پریڈ کے انعقاد سے حکومت پاکستان کے ساتھ ملکر پاکستان بھر میں خواتین پولیس کی بھرتیوں، ان کی ملازمتیں برقرار رکھنے، ان کی ترقی اور قومی دھارے میں ان کی شمولیت میں اضافے کے لئے امریکی محکمہ خارجہ کے ادارہ برائے بین الاقوامی انسداد منشیات و امور برائے نفاذ قانون کے عزم کا اظہار ہوتا ہے۔

آباد میں صنفی حساسیت کا خیال رکھتے ہوئے پولیس خدمات کی فراہمی کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کئے ہیں، جن میں اسلام آباد میں واحد ویمن پولیس اسٹیشن میں ویمن اینڈ چائلڈ پروٹیکشن سینیٹر کا افتتاح بھی شامل ہے جو مقامی آبادی، سول سوسائٹی اور حکومت کی جانب سے فراہم کردہ خدمات کو یکجا کرتے ہوئے صنفی بنیاد پر تشدد کے متاثرین کے لئے ایک ہی جگہ پر یہ خدمات فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر تیوری نے انسانی حقوق کی تنظیموں کے ساتھ بھی شراکت قائم کی ہے اور کمیونٹی پولیسنگ اور انسانی حقوق کے امور کے لئے اسلام آباد کے تمام پولیس اسٹیشنوں میں خصوصی تربیت کے حامل بائیس افسران کو تعینات کیا ہے۔

تقریب کے موقع پر آئی این ایل پاکستان نے شہینہ سرور کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے پاکستان میں امریکی سفارتخانہ کی جانب سے امریکی محکمہ خارجہ کے اعتراف و ویمن آف کریم ایو ایل کے لئے ان کی نامزدگی کا اعلان کیا۔ آئی این ایل نے شہینہ سرور کو پولیس افسر، شارپ شوٹر اور انسداد دہشت گردی کے ماہر پولیس یونٹ کارکن بننے کی راہ میں حائل ذاتی رکاوٹوں سے نمٹنے اور اپنی کمیونٹی اور پاکستان کے عوام کی خدمت کے لئے جرات، عزم اور صلاحیتوں کے لئے انہیں ایک تعریفی سند سے بھی نوازا۔

آئی این ایل خواتین پولیس کی قومی دھارے میں شمولیت کو فروغ دیتا ہے

اسلام آباد پولیس فورس میں اس وقت خواتین کی تعداد اڑھائی فیصد اور قومی سطح پر یہ تعداد ڈیڑھ فیصد ہے۔ آئی این ایل پولیس میں خواتین کی بھرتیوں، ان کی ملازمتوں میں موجودگی، ان کی ترقی میں اضافے، صنفی بنیاد پر ہونے والے تشدد کے جرائم کی روک تھام کے لئے پولیس کی کارروائی کو بہتر بنانے اور

انسپیکٹر جنرل ڈاکٹر تیوری نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کے ادارے میں خواتین کی تعداد اڑھائی فیصد ہے اور وہ اس تعداد کو اقوام متحدہ کے معیار کے مطابق ۲۰ فیصد تک پہنچانے کے لئے پرعزم ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ جو خاتون جدوجہد کے لئے پرعزم ہو اس سے زیادہ طاقتور قوت کوئی اور نہیں۔ انہوں نے کہا کہ خواتین اپنے ہم منصب مرد باہکاروں کی طرح ذمہ داریاں انجام دے رہی ہیں اور انہی کی طرح تربیت حاصل کرتی ہیں۔ تقریب کے اختتام پر آئی بی پولیس ڈاکٹر تیوری نے اعلیٰ کارکردگی پر خواتین پولیس افسران میں ایوارڈ تقسیم کئے۔

ڈاکٹر تیوری نے دسمبر ۲۰۱۷ء میں اپنا عہدہ سنبھالنے کے بعد سے اسلام

اسلام آباد پولیس کے سربراہ کی جانب سے خواتین کے ناگزیر کردار کا اعتراف اور مزید اقدامات کا عزم اسلام آباد پولیس سے تعلق رکھنے والی دو سو سے زائد خواتین پولیس اہلکاروں نے، جن میں انسداد دہشت گردی فورس اور انسداد دہشت گردی اسکواڈ کی خواتین ارکان بھی شامل تھیں، پریڈ میں حصہ لیا۔ اسلام آباد پولیس کے انسپیکٹر جنرل ڈاکٹر سلطان تیوری اور حکومت و قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ڈیڑھ سو سے زائد اعلیٰ حکام نے تقریب میں شرکت کی۔ اس تقریب میں پولیسنگ اور معاشرے میں خواتین پولیس کے متنوع کردار کو اجاگر کرنے کے لئے مختلف خاکوں، گانوں، دستاویزی فلموں اور تقاریر کا اہتمام کیا گیا۔



Islamabad Traffic Police, which will be the first time this organization will use policewomen on motorcycles to patrol the roads.

INL also funds policewomen throughout Pakistan to participate in international training opportunities such as the International Association of Women Police annual conference and the INL Women in Policing Conference. To date, INL has supported the participation of over 50 Pakistani policewomen from all corners of Pakistan to attend international conferences. One participant, Deputy Superintendent Shahida Nasreen of the Punjab Police, was recognized at the 7<sup>th</sup> Annual INL Women in Policing Conference for her leadership in investigating gender-based violence crimes at Pakistan's first Violence Against Women Center in Multan.

Even though 48% of Pakistan's population is female, there is just one policewoman for every 14,332 women in the country. This ratio severely limits the police's ability to deliver vital services to female members of the community and fosters gender inequality in Pakistan's criminal justice system. Investing in initiatives that support policewomen and gender-sensitive policies within the police can help to create a safer and more secure environment for all Pakistani men and women. INL will continue to work closely with the Government of Pakistan to support these initiatives in order to create a more prosperous Pakistan.

پاکستان کی آبادی میں خواتین کی شرح ۴۸ فیصد ہے لیکن ملک میں ہر ۱۴۳۳۲ خواتین کے لئے ایک خاتون پولیس اہلکار ہے۔ یہ تناسب آبادی کی خواتین ارکان کو اہم خدمات کی فراہمی کی صلاحیت کو بڑی طرح متاثر کرتا ہے اور پاکستان کے نظام انصاف میں صنفی عدم مساوات کا باعث بنتا ہے۔ خواتین پولیس کے لئے معاون اقدامات میں سرمایہ کاری اور پولیس میں صنفی لحاظ سے موزوں پالیسیوں سے تمام پاکستانی مردوں اور خواتین کے لئے مزید محفوظ ماحول فراہم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ آئی این ایل پاکستان کو مزید خوشحال بنانے کی غرض سے ایسے اقدامات میں تعاون کے لئے حکومت پاکستان کے ساتھ ملکر کام کرتا رہے گا۔

## “Women are performing similar duties and undergoing similar training as their male counterparts”

IGP TEMURI

”خواتین اپنے ہم منصب مرد اہلکاروں کی طرح ذمہ داریاں ادا کر رہی ہیں اور انہی کی طرح تربیت حاصل کرتی ہیں۔“

آئی جی  
تیوری

پاکستان بھر کے ۱۵ پولیس اداروں میں صنفی لحاظ سے موزوں پالیسیوں کو فروغ کے لئے جینڈر ریسیورسٹی پولیسنگ پراجیکٹ کے تحت نیشنل پولیس بیورو کے ساتھ ملکر کام کر رہا ہے۔ اس منصوبے کا مقصد، جو اپنے تیسرے مرحلے میں ہے، وہیں پولیس فورم اور ہر پولیس ادارے کی انسداد جنسی ہراسگی کمیٹیوں کو فعال بنانا، پولیس کے تربیتی پروگراموں کو صنفی لحاظ سے موزوں بنانا اور حکومت پاکستان کو صنفی لحاظ سے موزوں پالیسیوں پر بہتر آگہی فراہم کرنے کے لئے وہیں پولیسنگ اور صنفی بنیاد پر تشدد سے متعلق اعداد و شمار جمع کرنا ہے۔

آئی این ایل پولیس اسٹیشنوں میں ڈھانچہ جاتی بہتری اور خواتین پولیس اور شہریوں دونوں کو تربیتی سہولتوں کی فراہمی کے لئے بھی تعاون فراہم کرتا ہے۔ آئی این ایل خواتین پولیس کو گاڑیاں، دفتری سازو سامان، حفاظتی آلات اور ریڈیو سمیت مختلف ضروری سامان فراہم کرتا ہے۔ ۲۰۱۱ء سے اب تک آئی این ایل نے بلوچستان، اسلام آباد اور سندھ میں خواتین پولیس کو ۴۲ گاڑیاں اور تفتیش، حفاظت اور مواصلات سے متعلق ۱۰۳۵ مختلف آلات و اشیاء فراہم کی ہیں۔ ۲۰۱۷ء میں آئی این ایل نے اسلام آباد ٹریفک پولیس میں کام کرنے والی خواتین پولیس کو ڈس موٹر سائیکل فراہم کیے۔ یہ پہلا موقع ہے جب اس ادارے میں خواتین پولیس سڑکوں پر گشت کے لئے موٹر سائیکل استعمال کریں گی۔

آئی این ایل انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف وہیمن پولیس کی سالانہ کانفرنس اور آئی این ایل وہیمن ان پولیسنگ کانفرنس جیسے بین الاقوامی تربیتی مواقع میں شرکت کے لئے بھی پاکستان بھر میں خواتین پولیس کو فنڈز فراہم کرتا ہے۔ اب تک آئی این ایل نے پاکستان کے تمام حصوں سے بین الاقوامی کانفرنسوں میں پچاس سے زیادہ خواتین پولیس اہلکاروں کی شرکت کے لئے اعانت کی ہے۔ ان تربیتی پروگراموں میں شرکت کرنے والی خواتین پولیس میں سے پنجاب پولیس کی ایک ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ شاہدہ نسreen کی خدمات کا اعتراف ساتویں سالانہ آئی این ایل وہیمن ان پولیسنگ کانفرنس میں کیا گیا، جنہوں نے ملتان میں پاکستان کے پہلے خواتین پر تشدد کے انسداد کے مرکز میں صنفی بنیاد پر تشدد کے جرائم کی تفتیش میں مرکزی کردار ادا کیا تھا۔







# ACTOR FARAN TAHIR

Fighting Muslim Stereotypes,  
Looking For The Humanity In All

Christopher Connell

With a shaved head and intense gaze, Pakistani-American actor Faran Tahir has been typecast as the villain in countless television shows and in the Hollywood blockbuster movie *Iron Man*.

Tahir, who is Muslim, has earned a reputation for pushing back against negative stereotypes of Muslims. He convinced the producers and writers of *Iron Man* not to make Raza, the scar-faced leader of the mythical Ten Rings gang, a Muslim.

It was a superhero movie sprung from a comic book, he reasoned. "Why do we need to inject this ideology of fanatic Islam into this?"

The 52-year-old actor is uniquely positioned to explain U.S. culture and beliefs to the Islamic world and vice versa. He was born in Los Angeles to parents studying at UCLA, but raised in Lahore, Pakistan. Three generations of forebears were actors, writers and directors who pushed for free expression and new ideas and "never took no for an answer." A great-grandmother started a women's magazine in the 1890s.

"They are my inspiration," Tahir said in a talk at the State Department.

**"The more we can humanize people, the better off we all will be."**

Tahir has excelled in a wide variety of roles, including portraying a U.S. president in the film *Elysium* and a Starfleet captain in the 2009 *Star Trek* movie. Most recently, he played the title role in an acclaimed production of *Othello*, Shakespeare's great

drama about rage, racism and jealousy.

Whether portraying a Muslim Moor like Othello or a starship captain for the fictional United Federation of Planets, Tahir's goal as an actor is the same: "To tap into what is human, what binds us more than what separates us."

Tahir expresses frustration with the success of Daesh and al-Qaida in spreading their hateful narrative in the Muslim world. "What is not coming out

is the counternarrative," he said, that would let people respond, "What you're saying is antithetical to everything I know."

On stage and on the film set, he sees his job as provoking people to think about complicated characters and situations.



# فاران طاہر

مسلمانوں کے متعلق دقیانوسی خیالات کے خلاف  
جدوجہد میں مصروف دنیا میں انسانیت کے متلاشی

کرسٹوفر کولمبس



طاہر نے متنوع اقسام کے کرداروں میں نام کمایا ہے، جن میں فلم "اسلم" میں امریکی صدر اور سنہ ۲۰۰۹ء میں اشار ٹریک مووی اشار فلیٹ میں بحیثیت کپتان۔ حال ہی میں، انہوں نے ٹیکسپنر کے نفرت، نسل پرستی اور حسد کے موضوع پر تجزیہ کے گئے مشہور ڈرامے اوقیہ، دی مور آف ونس میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔

چاہے اوقیہ کی کے کردار میں مسلمان بننا ہو یا خلائی سیاروں کی افسانوی متحدہ وفاق کے خلائی جہاز کے کپتان کی کہانی، اداکار کے طور پر طاہر کا مقصد ایک ہی ہے کہ اس کردار کے تحت یہ سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ انسان کیا ہے اور وہ کیا چیز ہے جو ہمیں ایک دوسرے سے زیادہ جوڑے رکھتی ہے نسبت اس چیز کے جو ہمیں ایک دوسرے سے ڈور کرتی ہے۔

طاہر اس بات پر مایوس ہیں کہ داعش اور القاعدہ مسلم دنیا میں اپنا نفرت انگیز موقف پھیلانے میں کامیاب ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس موقف پر عمل کوئی نہیں دے رہا کیونکہ وہی دراصل عوامی جواب بنے گا۔ "میں جانتا ہوں وہ جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں وہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔"

وہ سمجھتے ہیں کہ اسٹیج اور فلم سٹیٹ پر ان کا کردار یہ ہے کہ لوگوں کو پیچیدہ کرداروں اور صورت حال کے بارے میں سوچنے پر اکسائیں۔ ان کا کہنا ہے کہ

"میں آپ کو ایک خوبصورت  
ملفوف ڈبہ نہیں دینا چاہتا،  
بلکہ میں آپ

کو تھوڑی سی مشکل صورت  
حال سے بھی روشناس کرانا  
چاہتا ہوں۔"

نیڑے ہوئے سر اور گہری نظر والے پاکستانی نژاد امریکی اداکار فاران طاہر نے شمار ٹیلی ویژن شوز اور بالی ووڈ کی بلاک بلاسٹر فلم آئرن مین میں ایک ولن کے طور پر کردار ادا کر چکے ہیں۔

طاہر نے، جو کہ خود بھی مسلم ہیں، مسلمانوں کے خلاف منفی تصورات کی حوصلہ شکنی کرنے کی شہرت حاصل کی ہے۔ انہوں نے فلم آئرن مین کے پروڈیوسروں اور مصنفین کو قائل کیا کہ فلمی کے دو مالائی کردار "ٹین رنگز گینگ" کے سرغنہ "رضا" کو مسلمان کردار کے طور پر پیش نہ کیا جائے۔

ان کی دلیل تھی کہ یہ ایک تصویر کی کہانی سے ماخوذ ایک سپر ہیرو فلم ہے لہذا کیا ضرورت ہے کہ اس میں انتہا پسند اسلام کا نظریہ گھنسا نہیں۔



باون سالہ اداکار امریکہ کی ثقافت اور عقائد کو مسلم دنیا کے سامنے اور بالکل اسی طرح مسلم دنیا کے عقائد و ثقافت امریکی معاشرے کے سامنے واضح کرنے کے لیے منفرد ذہنیت کی حیثیت کے حامل ہیں۔ طاہر اس اجلاس میں یوسی ایل اے میں زیر تعلیم ایک جوڑے کے ہاں پیدا ہوئے تھے، لیکن پرورش لاہور میں پائی۔

آپاؤ اجداد کی تین نسلیں اداکار مصنفین اور ہدایتکار تھے، جنہوں نے ہمیشہ آزادی اظہار اور نئے نظریات کی حوصلہ افزائی کی اور کبھی بھی "نہیں" کو جواب نہیں مانا۔ انکی پردادی نے ۲۰۹۸ء کی دہائی میں خواہ تین کے لیے رسالہ نکالا۔

"وہ سب میرے لیے متاثر کن تھے۔" طاہر نے حکمہ خارجہ میں ایک حالیہ بات چیت کے دوران کہا۔ ان کا مزید کہنا تھا

"ہم لوگوں کو جتنا زیادہ انسانیت کی طرف مائل کر سکتے ہیں،  
یہ ہم سب کے حق میں اتنے ہی بہتر ہو گا۔"

"I don't want to  
give you a  
nicely wrapped  
package," he  
said. "I want to  
give you  
something a  
little more  
messy."



# NIGHTINGALES OF PAMIR

*Saviors of a dying language and culture in Pakistan*  
By USAID PUBLICATIONS



# پامیر کی بلبلین

پاکستان میں متروک ہوتی زبان اور تہذیب کے محافظ

یو ایس ایڈ پبلیکیشنز

Known as the “roof of the world,” the Pamir Mountains lie at the junction of the Himalayas with the world's highest mountain ranges.

In the midst of these tall mountains in Pakistan lies an ancient town known as Gulmit. Gulmit – the land of flowers – is home to the Wakhi community, whose origin can be traced back about 4,000 years. Wakhi, the language of these people, is an Indo-European language in the Eastern Iranian branch of languages, and is spoken in some parts of northern Pakistan, Afghanistan, China and Tajikistan.

UNESCO's Endangered Languages Project has declared Wakhi a vulnerable language. According to one estimate, only 40,000 native speakers of this language are left in the world. Out of these, roughly 10,000 reside in the Hunza Valley in Gilgit-Baltistan Province, Pakistan.

In 2016, USAID, through its U.S. Ambassador's Fund, awarded a one-year grant to the Gulmit Educational and Social Welfare Society, a civil society organization based in Hunza, for the preservation of the near-extinct Wakhi language and culture by teaching music, arranging concerts, and documenting folk songs.

### **CULTURE HELPS PEOPLE UNDERSTAND EACH OTHER BETTER**

“Bulbulik” is a song sung by Wakhi women while grazing livestock in the highlands of Pamir to let people who are on lower ground know that everything uphill is well. Taking inspiration from this folk song, the Bulbulik Heritage Center, set up by the organization, aims to pass on the Wakhi language to the new generations through music.

Established in Gulmit village in the Gojal valley of Hunza, the center acquired a traditional house, inducted trainers and collected artifacts, including old photographs, written material and musical instruments.

### **INSPIRING YOUTH WITH THEIR NEWFOUND TALENT**

The Bulbulik center has trained 60 young people between the ages of 16 and 25 to play





"دنیا کی چھت" کے طور پر مشہور پامیر پہاڑوں کا سلسلہ ہمالیہ کے سگم پر دنیا کے سب سے بلند پہاڑی سلسلے کے ساتھ واقع ہے۔

ان بلند و بالا پہاڑوں کے درمیان پاکستان کا ایک قدیم شہر ہے گلگت۔ پھولوں کی سرزمین گلگت، واگھی برادری کا گڑھ ہے، جن کی موجودگی کے آثار چار ہزار سال قبل تک ملتے ہیں۔ ان لوگوں کی زبان واگھی زبانوں کی مشرقی ایرانی شاخ میں انڈو-یورپین بولی ہے، جو شمالی پاکستان، افغانستان، چین اور تاجکستان کے بعض علاقوں میں بولی جاتی ہے۔

معدومیت کے خطرے سے دوچار زبانوں کو بچانے کے بارے میں اقوام متحدہ کے تعلیم سائنس اور ثقافت کے ادارے "یونیسکو" کے پراجیکٹ نے واگھی کو خطرہ سے دوچار زبان قرار دیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یہ زبان بولنے والے فقط چالیس ہزار افراد نیایش رہ گئے ہیں جن میں سے لگ بھگ دس ہزار لوگ پاکستان کے گلگت بلتستان کی وادی ہنزہ میں رہائش پذیر ہیں۔

سنہ ۲۰۱۶ء میں امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یو ایس آئی) نے اپنے یو ایس ایس بیسڈ رینڈ کے ذریعے ہنزہ میں ایک سول سوسائٹی تنظیم گلگت ایجوکیشنل اینڈ سوشل ویلنیئر سوسائٹی کو ایک سال کے عرصے کے لیے گرانٹ دی۔ اس گرانٹ کے تحت مقامی تنظیم نے موسیقی کی تعلیم اور محافل موسیقی کے انعقاد اور لوگ گیتوں کو دستاویزی صورت میں محفوظ کر کے متروک ہوتی واگھی زبان اور تہذیب کو بچانے کا کام شروع کیا۔

#### ثقافت اہام و تقسیم میں معاون

ہلک ایک ایسا گیت ہے جو کہ واگھی عورتیں پامیر کی اونچی نیچی چراگاہوں میں جانوروں کو چراتے وقت گاتی ہیں، اس گیت کی گونج سے وہ دراصل نیچے کے علاقوں میں موجود لوگوں کو بتا رہی ہوتی ہیں کہ چٹان کے اوپر سب کچھ خیریت سے ہے۔ اسی لوگ گیت سے متاثر ہو کر قائم کیا گیا مقامی تنظیم کا ہلک ورثہ مرکز واگھی زبان کو موسیقی کے سرور میں سجا کر آئندہ آنے والی نسلیں تک منتقل کرنے کا عزم رکھتا ہے۔

ہنزہ کی وادی گوجال کے گاؤں گلگت میں قائم اس مرکز نے ایک روایتی گھر حاصل کیا، تربیت دینے والے بھرتی کیے اور فن پارے جمع کئے، جن میں پرانی تصاویر، تحریری مواد اور آلات موسیقی شامل تھے۔

#### نوجوانوں کی ان کی تود یافت شدہ صلاحیتوں کے ذریعے حوصلہ افزائی

ہلک مرکز نے سولہ سے پچیس سال کی عمر کے ساتھ سے ناکم نوجوانوں کو چھ لوگ موسیقی کے آلات بچانے کی تربیت دی ہے، جن میں رباب، تومک، ستار، گبی، غزلیک اور شرنائے شامل ہیں۔ اس مرکز نے تیس لوگ گیتوں کو بھی ایک کتابچے میں دستاویزی صورت میں محفوظ کر دیا ہے۔

#### فطرت میں موسیقی کی پھیلان

ہائی سکول سے ابھی فارغ ہونے والی سترہ سالہ سدرہ کے لیے ہلک سیکسٹا بانڈل ہی انوکھا تجربہ تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ جب سے انہوں نے موسیقی سیکسٹا شردی کی تو ان کو فطرت کے رنگوں میں موسیقی نظر آنے لگی، جیسے جھرنے کی کٹکٹاہٹ اور سرسراہتی باد صبا کی نفیسی۔





six traditional musical instruments - the rubob (lute), tutek (straight flute), sitor (necked bowl lute), gabi (side flute), ghazhek (violin), and surinaye (oboe). The center has also documented 30 folk songs in a booklet.

### RECOGNIZING MUSIC IN NATURE

For Sidra, a 17-year-old girl who just completed high school, Bulbulik was a completely different learning experience.

“Ever since I started learning music, I started recognizing music in nature, like the music of the streams and of the blowing breeze,” she said.

Sultan Madad, a 21-year-old engineering student, shared that his musical journey began when he learned through social media posts that Bulbulik teaches classes in traditional local instruments like rubab.

“Rubab's sound relates directly to our folk music, and it can be called the king of instruments,” Sultan said. “For me, it was an adventurous journey to learn rubab and also to explore melodies in Wakhi language.”

Through USAID's support, many youngsters of Gulmit are now giving foot-tapping performances at musical events across the country. Their professionally recorded songs, such as “Dilet Diwona (Wild Heart),” will be aired on local TV networks soon.

These Nightingales of Pamir are well on their way to saving their dying language and culture.

انجینئرنگ کے طالب علم آکیس سالہ سلطان مدد اپنا موسیقی کا سفر شروع کرنے کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ان کو سماجی رابطوں کی پوسٹ کے ذریعے سے پتا چلا کہ بلبلک روایتی مقامی آلات جیسے رباب سکھانے کے کلاسز کا انعقاد کرتا ہے۔

بقول انکے ”رباب کی آواز ہماری لوک موسیقی سے براہ راست وابستہ ہے اور اس کو آلات موسیقی کا بادشاہ کہا جاسکتا ہے۔ میرے لیے رباب سیکھنا اور واکھی زبان کے سروں کو تلاش کرنا ایک جوش و جذبے سے لبریز سفر تھا۔“

یو ایس ایڈ کی اعانت کی بدولت اس وقت گلگت کے بہت سے نوجوان ملک بھر میں ہونے والے موسیقی کی محفلوں میں حاضرین کو سہاگر کر دینے والی کارکردگی پیش کر رہے ہیں۔ انکے پیشہ ورانہ طور پر ریکارڈ کیے گئے گیت، مثال کے طور پر ”دلست دیوانا“ جلد ہی مقامی ٹی وی چینلز پر نشر کیے جائیں گے۔

پامیر کی یہ بلبلیں متروک ہوتی زبان اور ثقافت کو بچانے کے لئے اپنی راہ پر گامزن ہیں۔

# Sana Mahmud A Champion on & off the Court

ثناء محمود  
کورٹ اور اس سے باہر  
ایک چیمپین



**S**ana Mahmud is a champion, leader, scholar, and humanitarian. Over the past decade, she has served as the captain of Pakistan's National Women's Football Team and National Basketball Team, is an award-winning Fulbright participant, and continues to be a leader for the exchange alumni community in Pakistan. In addition to her full-time job as a program officer for a global sport-for-development organization, she promotes women's empowerment for girls in her community, across Pakistan, and internationally.

for sports with her academic interests, and she majored in Sport & Development Studies. During her program, she designed and implemented a two-week specialized soccer curriculum to raise awareness of Chagas Disease for children in rural Ecuador. Sana presented her research at the Ohio University Creative Activity Expo, where she won second place for her master's capstone article. Furthermore, she participated in the Scripps Innovation Challenge, where her team won first place for an app they designed to combat sexual assault and

collaborates with national organizations to organize football and basketball tournaments as well as training camps for girls and underprivileged youth.

Sana has also worked on various global and national initiatives. In 2017, she was selected as a UNICEF Menstrual Health Management Sport Champion and worked with schools in Pakistan to raise awareness and break taboos about menstruation. She is also a member of the UN Women's Civil Society Advisory Group.

Sana is an active member of the



Sana's first State Department exchange was in 2009, when she visited Washington, DC, for a month through the Sports Diplomacy Visitor Program. During the visit, she gained a deeper understanding of how sports can be used to foster social change and community development. She decided to pursue that subject for her undergraduate studies back in Pakistan, writing her thesis on the "Impact of Sport on the Self-Esteem of Sports Women in Pakistan." While completing her studies, Sana also led the National Women's Football Team to the semi-finals at the first South Asian Football Championship in Bangladesh.

In 2013, Sana returned to the United States as a Fulbright Foreign Student to pursue her master's degree at Ohio University. She combined her passion

harassment on U.S. college campuses. Sana credits Fulbright for giving her the opportunity to meet mentors and peers who propelled her to success.

Sana is still in touch with her U.S. professors, and she continues to use what she learned in her daily work and volunteer activities in Pakistan. "I am a true believer of education abroad and cultural exchange programs," she says. When Sana returned to Pakistan in 2015, she was named captain of Pakistan's first national women's basketball team in 25 years. She also took on a new professional challenge as a program officer at Right to Play, an organization that uses the transformative power of sports to empower children and youth in 18 countries around the world. As part of her job, she manages programs in Pakistan that promote gender equality in society through sports. Sana also

Pakistan-U.S. Alumni Network (PUAN), a network of over 25,000 Pakistani alumni of U.S. exchange programs. She has served as a panelist, a guest speaker, and a workshop leader at PUAN conferences. In her presentations, Sana has covered issues including gender stereotypes, harassment, self-defense, and women's empowerment. She uses her platform and voice to break down barriers for young women and girls in Pakistan.

"The U.S. State Department's programs opened new doors for me, ones that I never even realized existed...I would have never pursued this kind of work if it hadn't been for the opportunities in the United States," says Sana. Drawing on her exchange experience, Sana serves as an inspirational role model and leader for girls across Pakistan.



دوران، انہوں نے ایکواڈور کے دیہات کے بچوں کے لیے "چاکس" بیماری کے خصوصی بارے میں شعور بیدار کرنے کے لیے دو ہفتہ دورا نیے کا فیصلہ پر مبنی نصاب و ضلع کر کے نافذ کیا۔ شہانہ اہوایو بیورسٹی تحقیقی سرگرمی نمائش میں اپنی تحقیق پیش کی اور اپنے ماسٹرز کے لیے لکھے گئے مرکزی مقالہ پر دوسری پوزیشن جیت لی۔ مزید برآں، انہوں نے اسکرپس انوویشن چیلنج میں بھی حصہ لیا اور یہاں پر بھی کامیابی ان کی ٹیم کا مقدر ٹھہری۔ شہانہ اور ان کی ٹیم نے امریکی کالج ٹیگمیسر میں جیسی محلے اور ہر ماہاں کرنے کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے تیار کی گئی ایپلیکیشن (ایپ) بنانے پر اول پوزیشن حاصل کی۔ شہانہ ان برائنٹ کے سربراہ تھی ہیں جس کی بدولت ان کو ایسے کامیابیوں کا سہرا مل سکتا ہے اور ساتھیوں سے ملنے کا موقع ملا جنہوں نے ان کو کامیابی کی راہ پر گامزن کیا۔

شہانہ اب بھی امریکہ میں موجود اپنے اساتذہ سے رابطے میں ہیں اور پاکستان میں انہوں نے روزمرہ کے کاموں یا رخصتا کا راند سرگرمیوں میں جو کچھ سیکھا ہے اس کو بروئے کار لاتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ ہیرون ملک حصول تعلیم اور ثقافتی تبادلہ پر دو گرام کی افادیت پر یقین رکھتی ہیں۔

جب ۲۰۱۵ء میں شہانہ پاکستان میں واپس آئیں تو ان کو پچیس سال میں پاکستان کی پہلی قومی خواتین باسکٹ بال ٹیم کی کپتان بنادیا گیا۔ اس موڑ پر، انہوں نے ایک نئی مشکل پیش کردانہ ذمہ داری سر پر اٹھائی۔ بطور دو گرام آفیسر "رائیٹ ٹو پلے" نام کی تنظیم، جو دنیا بھر کے شمارہ ممالک میں بچوں اور نوجوانوں کو بااختیار بنانے کے لیے کھیلوں کو موثر طاقت برائے تبدیلی کے طور پر بروئے کار لاتی ہے۔ اس ملازمت کے دوران وہ پاکستانی معاشرے میں کھیلوں کے توسط سے صنفی مساوات کو فروغ دینے کے لیے منصوبوں کا انتظام چلاتی ہیں۔ شہانہ

شہانہ محمود ایک چیپٹن، ہر جہاں اسکالر اور انسان دوست ہیں۔ گزشتہ ایک دہائی کے دوران، انہوں نے پاکستان کی قومی خواتین فیٹبال ٹیم اور قومی باسکٹ بال ٹیم کے کپتان کے طور پر خدمات سر انجام دی ہیں، وہ ایوارڈ یافتہ فل براٹ اسکالر ہیں اور پاکستان میں امریکی تبادلہ پروگراموں کے شرکاء کی کمیونٹی کی رہنمائی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ترقی کے لیے کھیلوں کے فروغ میں مصروف عمل ایک بین الاقوامی تنظیم میں بطور پروگرام آفیسر ٹول و قومی ملازمت کے ساتھ ساتھ، وہ پاکستان اور عالمی سطح پر لڑکیوں کو بااختیار بنانے کے لیے بھی سرگرم ہیں۔

شہانہ نے ۲۰۰۹ء میں پہلی بار امریکی محکمہ خارجہ کے تبادلہ پروگرام میں شرکت کرتے ہوئے اسپورٹس ڈیپلومیسی و وزیر پروگرام کے تحت ایک ماہ واشنگٹن ڈی سی میں قیام کیا۔ اس دورے میں انہوں نے یہ بات سمجھنے کی کوشش کی کہ کھیلوں کو کس طرح سماجی جدوجہد اور کمیونٹی کی ترقی کے لیے بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ پاکستان واپس جا کر اس موضوع کو اپنے انڈرگریجویٹ ڈگری کے لیے منتخب کریں گی، "پاکستان میں کھیلوں کے خواتین کھلاڑیوں کی عزت نفس پر اثرات" کے عنوان پر اپنا مقالہ بھی تحریر کیا۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے ساتھ شہانہ نے خواتین کی قومی فیٹبال ٹیم کی بھی قیادت کرتے ہوئے اسے بنگلہ دیش میں منعقد ہونے والے پہلے جنوب ایشیائی فیٹبال چیپٹن شپ کے سیمی فائنل تک پہنچایا۔

سن ۲۰۱۳ء میں شہانہ اہوایو بیورسٹی میں فل براٹ غیر ملکی ماسٹر کے طور پر ماسٹر ڈگری حاصل کرنے کے لیے امریکہ آئیں اور انہوں نے کھیلوں کے لیے اپنے جوش و جذبے کو اپنی تعلیمی دلچسپیوں کے ساتھ جوڑ لیا اور پھر اسپورٹس اینڈ ڈیولپمنٹ اسٹڈیز میں ڈگری حاصل کی۔ اپنے پروگرام کے



# COURAGE AND DIVERSITY

From a young age, Naveed Hameed confronted numerous instances where he suffered from discrimination simply because he came from a different background than those around him. Soon after, Naveed learned that discrimination was not just being treated rudely but also being misunderstood, and he decided it was important for him to play a role towards eradicating the misunderstandings driven by various misguided social dynamics.

In 2016, Naveed visited the United States as a participant in the Emerging Leaders of Pakistan, exchange program sponsored by the U.S. government. During this time, he was introduced to a variety of Information and Communication Technology (ICT) tools currently in use to counter violence and to promote pluralism. The lasting impact of the tools in other countries encouraged him to adopt similar methodologies in Pakistan to promote harmony, diversity and pluralism amongst people of different backgrounds, ethnicities, faiths and languages.

Following the Pakistan-U.S. Alumni Networks (PUAN) International Peacebuilding Conference, Naveed launched the 'Peace is Possible Together' project with the support of the U.S. Mission in Pakistan through an Alumni Small Grant from The Pakistan-U.S. Alumni Network (PUAN). The project aimed to enable youth to use the ICT tools to positively impact issues related to gender inequality and social exclusion. The project had three modules; an intensive training workshop for 20 participants; an in-depth focus group discussion and content development; and a concluding screening event.

The project began with a three-day training workshop on integrating ICT tools (android and iPhone) to empower the trainees to create awareness regarding social issues and promoting the spirit of responsible citizenship through visual storytelling.

The training, held in Lahore in September 2017, provided a diverse group of participants a platform to learn the 'how to' of using the medium of filmmaking integrated with smartphone apps to narrate social issues towards shaping public opinion. The participants received rigorous coaching on

groups of participants. The stories shed light on the lives of the transgender individuals, women change makers, and the role of interfaith harmony and Sufism. The screening was attended by the representatives of community-based organizations, nonprofits, media, the U.S. Consulate Lahore, social activists and students.

The initial screening was followed by a panel discussion on countering extremism through new media, where eminent panelists stressed the importance of using ICT tools to bring about social change.



capacity-building, story development techniques and hands-on filmmaking practice under the training of seasoned mentors and professionals from the film industry. The participants also visited the headquarters of *Express News*, where they received practical training on the process of writing a story and formulating it into a news package.

During the second module, the participants were separated into eight groups to work on documentary films on the theme of "Hope, Courage and Diversity" using their smartphones. The focus group discussion, held at the Lincoln Corner in Lahore, linked the participants with influential industry figures who gave them constructive feedback related to storyboard, cinematography, story development and the impact of the message being conveyed before they headed out in the community to film their stories.

The third module was the screening ceremony of the eight documentary films produced and directed by eight

"This training provided a rare experience to me, not just in the sense of learning but in the sense of personal grooming. It was the first time I spoke with a person from Sikh faith. I soon realized we are far more alike than different," one participant said.

Naveed expressed his delight over the incredible work of the participants and added, "Each one of us can contribute to society in our own innovative ways. One must recognize his/her role in making the community more harmonious, more inclusive and safer for all."

After executing a successful training, Naveed hopes that once the trainees go back in their community, they support the marginalized, excluded individuals with the skills they learned so they can be a voice the voiceless.

# امید، جرات اور تنوع کی کہانیاں

آگے بڑھانے کی ٹیکنیک اور فلم سازی کی عملی تربیت دی۔ تربیت حاصل کرنے والوں کو ایکسپریس نیوز کے صدر دفتر کا بھی دورہ کرایا گیا جہاں انہوں نے کہانی لکھنے اور اس کو ایک نیوز چینل کی صورت میں بنانے کی عملی تربیت بھی حاصل کی۔

تربیت کے دوسرے مرحلے میں، شرکاء کو آٹھ گروپس میں تقسیم کر دیا گیا اور انہیں اپنے اسٹارٹ فون کا استعمال کر کے "امید، جرات اور تنوع" کے موضوع پر ایک دستاویزی فلم پر کام کرنا تھا۔ لیکن کارنر لاہور میں بھرپور گروپ مباحثہ ہوا، جس میں شرکاء کی اس شعبہ سے منسلک بااثر شخصیات سے ملاقات کرانی گئی، جنہوں نے اسٹوری بورڈ، سینیما ٹو گرافی، کہانی کے اہم چرچا اور پیغام کے اثر کے بارے میں تبادلہ خیال کیا اور ان شرکاء کے عملی دماغیں جاگاریے مسائل پر اپنی کہانیوں کو قلندے کے لیے نیک نمائندگی کا اظہار کیا۔

تربیت کا تیسرا مرحلہ آن آٹھ دستاویزی فلموں کی نمائش پر مبنی تھا جو تربیت حاصل کرنے والوں کے آٹھ گروپس نے تیار کی تھیں۔ ان کہانیوں میں بچوں، عورتوں کی زندگیوں میں تبدیلی لانے والوں اور بین المذاہب ہم آہنگی اور صوفی ازم کے کردار پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ نمائش میں کیو ٹی کے گروپس، غیر سرکاری تنظیموں، میڈیا، لاہور میں امریکی تو فیصل خانہ، سماجی کارکنوں اور طلبہ و طالبات میں شرکت کی۔

فلموں کی ابتدائی نمائش کے بعد میٹل مباحثہ ہوا کہ نئے میڈیا کے ذریعہ انتہا پسندی کو کیسے مقابلہ کیا جائے۔ مباحثہ میں شرکاء نے اطلاعات اور ابلاغ ٹیکنالوجی کو سماجی تبدیلی لانے کے استعمال کی اہمیت پر زور دیا۔

تربیت میں شرکاء ایک طالب علم نے کہا کہ یہ تربیت میرے لیے ایک نیا باب تجربہ ہے، نہ صرف سیکھنے کے لیے بلکہ اپنی شخصیت کو بہتر بنانے کے لیے بھی۔ مجھے پہلی مرتبہ ایک سکھ سے بات کرنے کا موقع میسر آیا۔ جلد ہی مجھے احساس ہو گیا کہ ہم میں اختلاف سے زیادہ قدر مشترک ہیں۔

نوید نے شرکاء کے ناقابل یقین کاموں پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اپنے معاشرے میں اپنے منفرد انداز میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے معاشرے کو زیادہ ہم آہنگ، بھرپور اور سب کے لیے محفوظ بنانے میں اپنے کردار کو تسلیم کرنا چاہیے۔

ایک کامیاب تربیت مکمل کرنے کے بعد نوید کو امید ہے کہ جب یہ شرکاء اپنے اپنے لوگوں میں واپس جائیں گے، تو اپنی یکسی مہارتوں کو بروئے کار لا کر معاشرے میں الگ تھلگ اور نکلے گئے افراد کی مدد کریں گے تاکہ وہ ان لوگوں کی آواز بن سکیں جنہیں اظہار کا کوئی ذریعہ میسر نہیں آتا۔

نوید حمید کو نو عمری ہی سے ایسے بے شمار واقعات کا سامنا کرنا پڑا تھا، جن میں اس کو محض اس وجہ سے امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا گیا تھا کہ اس کا تعلق اپنے ارد گرد موجود لوگوں کی یہ نسبت ایک مختلف پس منظر سے تھا۔ ان واقعات نے اس کی امیدوں پر یقین کو اور گہرا کر دیا اور اسے احساس دلایا کہ امتیازی

سلوک پر کیسا محسوس ہوتا ہے۔ جلد ہی نوید نے یہ سیکھ لیا کہ امتیازی رویہ صرف بد تمیزی برداشت کرنا نہیں، بلکہ غلط سمجھا جانا بھی ہے۔ تب اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے لیے یہ اہم ہے کہ وہ ان غلط فہمیوں کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کرے، جو گمراہ سماجی محرکات کا نتیجہ بنتی ہیں۔

۲۰۱۶ء میں نوید نے حکومت امریکہ کی مالی اعانت سے چلنے والے ایک تبادلہ پروگرام میں، جس کا عنوان پاکستان کے ابھرتے ہوئے قائدین تھا، شرکت کے لیے امریکہ کا دورہ کیا۔ اس دوران میں وہ اطلاعات اور ابلاغ ٹیکنالوجی کے

ایسے آلات سے متعارف ہوا جنہیں تشدد کی بیخ کنی کرنے اور اجتماعیت کے فروغ کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ دوسرے ممالک میں ان آلات کے دور رس اثرات نے اسے بھی پاکستان میں مختلف تاریخی ورثہ، پس منظر، نسل، عقائد اور زبانوں کے حامل لوگوں میں ہم آہنگی، تنوع، اور اجتماعیت کو فروغ دینے کے لیے ایسے طور طریقے بروئے کار لانے پر آگیا۔

پاکستان یو ایس اوپینٹی ٹیٹ ورک (پی یو ایس این) بین الاقوامی کانفرنس برائے فروغ امن کے بعد نوید حمید نے "پیس ازیو سٹیبل ٹو گیدر" کے عنوان سے پاکستان میں امریکی مشن کے تعاون سے پی یو ایس این کی اوپینٹی ٹیٹ سال گرانٹ کے تحت منصوبہ شروع کیا۔ اس منصوبہ کا نصب العین نوجوانوں کو اطلاعات اور ابلاغ ٹیکنالوجی کے استعمال سے اس قابل بنانا تھا کہ وہ صنعتی مساوات،

انتہا پسندی، اور سماجی مقاطع ایسے معاملات کے حل کے لیے مثبت اثر ڈالیں۔ یہ منصوبہ تین حصوں پر مشتمل تھا: منتخب کئے گئے تین امیدواروں کی بھرپور تربیتی نشست؛ ایک بھرپور گروپ مباحثہ اور مواد کی تیاری؛ اور اختتامی اسکریٹنگ تقریب۔

یہ منصوبہ تین روزہ تربیتی نشست سے شروع ہوا جس میں اطلاعات اور ابلاغ ٹیکنالوجی (ایڈیٹنگ اور آئی فون) کو شامل کر کے تربیت حاصل کرنے والوں کو اس قابل بنانا تھا کہ وہ سماجی مسائل کے بارے میں شعور بیدار کر سکیں اور بھری کہانیاں نفاذ کردہ دار شہریت کے جذبے کو فروغ دیں۔

یہ تربیتی نشست ستمبر ۲۰۱۶ء میں لاہور میں منعقد ہوئی اور اس میں شرکاء کے ایک متنوع گروپ کو ایسا پلیٹ فارم مہیا کیا جس کے ذریعہ یہ تربیت دی گئی کہ وہ کس طرح فلم مییکنگ کے میڈیم کو اسٹارٹ فون ایپس کے ساتھ ملا کر سماجی مسائل کو بیان کریں تاکہ رائے عامہ بیدار ہو۔ شرکاء کو فلم انڈسٹری سے تعلق رکھنے والے پیشہ ور اور تجربہ کار ماہرین نے ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشنے، کہانی

نوید حمید کو نو عمری ہی سے ایسے بے شمار واقعات کا سامنا کرنا پڑا تھا، جن میں اس کو محض اس وجہ سے امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا گیا تھا کہ اس کا تعلق اپنے ارد گرد موجود لوگوں کی یہ نسبت ایک مختلف پس منظر سے تھا۔ ان واقعات نے اس کی امیدوں پر یقین کو اور گہرا کر دیا اور اسے احساس دلایا کہ امتیازی

سلوک پر کیسا محسوس ہوتا ہے۔ جلد ہی نوید نے یہ سیکھ لیا کہ امتیازی رویہ صرف بد تمیزی برداشت کرنا نہیں، بلکہ غلط سمجھا جانا بھی ہے۔ تب اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے لیے یہ اہم ہے کہ وہ ان غلط فہمیوں کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کرے، جو گمراہ سماجی محرکات کا نتیجہ بنتی ہیں۔

۲۰۱۶ء میں نوید نے حکومت امریکہ کی مالی اعانت سے چلنے والے ایک تبادلہ پروگرام میں، جس کا عنوان پاکستان کے ابھرتے ہوئے قائدین تھا، شرکت کے لیے امریکہ کا دورہ کیا۔ اس دوران میں وہ اطلاعات اور ابلاغ ٹیکنالوجی کے

ایسے آلات سے متعارف ہوا جنہیں تشدد کی بیخ کنی کرنے اور اجتماعیت کے فروغ کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ دوسرے ممالک میں ان آلات کے دور رس اثرات نے اسے بھی پاکستان میں مختلف تاریخی ورثہ، پس منظر، نسل، عقائد اور زبانوں کے حامل لوگوں میں ہم آہنگی، تنوع، اور اجتماعیت کو فروغ دینے کے لیے ایسے طور طریقے بروئے کار لانے پر آگیا۔

پاکستان یو ایس اوپینٹی ٹیٹ ورک (پی یو ایس این) بین الاقوامی کانفرنس برائے فروغ امن کے بعد نوید حمید نے "پیس ازیو سٹیبل ٹو گیدر" کے عنوان سے پاکستان میں امریکی مشن کے تعاون سے پی یو ایس این کی اوپینٹی ٹیٹ سال گرانٹ کے تحت منصوبہ شروع کیا۔ اس منصوبہ کا نصب العین نوجوانوں کو اطلاعات اور ابلاغ ٹیکنالوجی کے استعمال سے اس قابل بنانا تھا کہ وہ صنعتی مساوات،

انتہا پسندی، اور سماجی مقاطع ایسے معاملات کے حل کے لیے مثبت اثر ڈالیں۔ یہ منصوبہ تین حصوں پر مشتمل تھا: منتخب کئے گئے تین امیدواروں کی بھرپور تربیتی نشست؛ ایک بھرپور گروپ مباحثہ اور مواد کی تیاری؛ اور اختتامی اسکریٹنگ تقریب۔

یہ منصوبہ تین روزہ تربیتی نشست سے شروع ہوا جس میں اطلاعات اور ابلاغ ٹیکنالوجی (ایڈیٹنگ اور آئی فون) کو شامل کر کے تربیت حاصل کرنے والوں کو اس قابل بنانا تھا کہ وہ سماجی مسائل کے بارے میں شعور بیدار کر سکیں اور بھری کہانیاں نفاذ کردہ دار شہریت کے جذبے کو فروغ دیں۔

یہ تربیتی نشست ستمبر ۲۰۱۶ء میں لاہور میں منعقد ہوئی اور اس میں شرکاء کے ایک متنوع گروپ کو ایسا پلیٹ فارم مہیا کیا جس کے ذریعہ یہ تربیت دی گئی کہ وہ کس طرح فلم مییکنگ کے میڈیم کو اسٹارٹ فون ایپس کے ساتھ ملا کر سماجی مسائل کو بیان کریں تاکہ رائے عامہ بیدار ہو۔ شرکاء کو فلم انڈسٹری سے تعلق رکھنے والے پیشہ ور اور تجربہ کار ماہرین نے ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشنے، کہانی



# Building Confidence to Her Own Tune

# اپنی دُھن میں پُر اعتمادی کا حصول

Global UGrad alumna and sitar player Arfa Chaudhry sees her time as a student in the U.S. as a truly life-changing experience. "I got to learn so much about American culture and the families," she said. "The best part was having a host family, and I was lucky enough to have two host families." Arfa was placed in Minnesota and got to experience her first winter, complete with freezing temperatures and lots of snow.

Though she was in a new country and was exposed to new experiences, Arfa did bring part of Pakistan to America: her sitar. She was able to play at many venues with different musicians.

"For me it was an experiment because it was the first time I was interacting with other musicians through my own music," Arfa said. And that experimentation led her to gain even more confidence upon her return to Pakistan.

Arfa went on to win a gold medal at the All Pakistan Music Conference in 2014 and has directed two performance stages at Kinnard College. Arfa has also played on NesCafe Basement, a popular music television series that features live

گلوبل یوگرڈ کی سابقہ طالبہ اور سٹار نواز اذراف چوہدری کے لئے امریکی میں بحیثیت طالبہ علم گزارا جانے والا وقت صحیح معنوں میں زندگی بدل دینے والا تجربہ تھا۔ "مجھے امریکہ کی ثقافت اور خاندانی نظام کے بارے میں اتنا کچھ جاننے کا موقع ملا۔ سب سے اعلیٰ تجربہ میزبان فیملی کا ملنا تھا اور مجھے دو میزبان خاندانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔" اذراف کو قیام کے لئے منیسوٹا میں رہنا پڑا جہاں انہیں بے پناہ برف اور ٹھنڈ کر دینے والی سردیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

اگرچہ وہ ایک نئی جگہ پر تھیں اور بہت سے نئے تجربات ان کے منتظر تھے، اذراف اپنے ساتھ کچھ پاکستان لیکر امریکہ آئی تھیں اور وہ تھا ان کا سٹار۔ ان کو امریکہ میں موقع ملا کہ وہ مختلف مواقع پر اپنے انداز میں سیتار بجاسکیں۔

اذراف نے کہا: "میرے لئے یہ ایک تجربہ تھا کیونکہ ایسا پہلی بار ہوا کہ میں اتنے سارے موسیقاروں کے ساتھ بات چیت کے ذریعہ نہیں، بلکہ اپنی موسیقی کے ذریعہ سال میل کر رہی تھی۔ اس تجربہ کی بدولت پاکستان واپسی پر ان کے اعتماد میں کمی گنا اضافہ ہوا۔

اذراف نے ۲۰۱۴ میں منعقد ہونے والی گل پاکستان موسیقی کانفرنس میں نہ صرف طلائی تمغہ حاصل کیا بلکہ کنسرٹ کا کلب میں منعقد ہوا اسٹیج شو میں ہدایات بھی دیں۔ اذراف نے ٹیکسٹ بکس میں بھی اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے جو کہ ٹیلی ویژن پر ایک مقبول سیریز ہے جس میں اجمیرے ہوئے فنکاروں کی جانب سے اسٹوڈیو میں ریکارڈ ہونے والی میوزک براہ راست نشر کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اذراف نے ٹی وی ایڈیٹس لائبریری میں بھی اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے، جہاں انہوں نے چار تاروں پر مبنی چھوٹے گٹار کو بجانے والے اپنے ساتھی کے ہمراہ پاکستانی قومی ترانے کو منفرد انداز میں پیش کیا۔



studio-recorded music performances by underground artists, and at TEDx LahoreWomen, where she played her own rendition of the Pakistani National Anthem with a friend who plays the ukulele.

Arfa also recognizes the importance of her family's support in the pursuit of her dreams. "My mother was married at a very early age, when she was 15, so she didn't have the time to enjoy life. Now she lives through me by letting me do all sorts of things, and the sitar was one of those things."

Besides her love for music and theater, Arfa has followed other pursuits with her family's encouragement. She is a National Taekwondo Champion and a black belt holder, being amongst the first few female Pakistanis to be recognized internationally in the field.

اپنے خوابوں کو شہر مندہ تعبیر کرنے کے لئے اذراف کو اپنے گھر والوں کی جانب سے ملنے والی معاونت کی اہمیت کا بھی احساس ہے۔ "میری والدہ کی شادی بہت چھوٹی عمر میں ہو گئی تھی جب وہ صرف پندرہ سال کی تھیں۔ اس لئے انہیں زندگی سے لطف اندوز ہونے کا موقع نہیں مل سکا۔ اب وہ اس کی کا اٹالہ مجھے ہر قسم کی آزادی دے کر کرتی ہیں اور سیتار بجانا بھی ان میں سے ایک ہے۔"

میوزک اور تھیٹر کے لئے اپنے شوق کے علاوہ، اذراف نے اپنے کنبہ سے ملنے والی حوصلہ افزائی سے دیگر کاموں کا تجربہ بھی حاصل کیا ہے۔ وہ قومی سطح پر تائیکوانڈو چیمپئن اور بلیک بیلٹ کی حامل کھلاڑی ہیں اور ان کا شمار پاکستان کی ان چند اولیئم ٹوائٹن کھلاڑیوں میں ہوتا ہے جنہیں اس کھیل میں بین الاقوامی سطح پر پہچان ملی ہے۔



**Ayub Khan**, an Access alumnus, single handedly opened a school in a low-income area. Ayub, who comes from an underprivileged background, wanted to help other children have more educational advantages.

Ayub, who happens to be a talented artist, created one hundred unique pieces of art and held his first-ever exhibition at the National Museum. With the 456,000 rupees he earned from the show, he opened the first branch of the school in Karachi's Machar Colony. After seeing what he could do, others started donating to his cause. Now he plans to open ten more schools in Karachi. He has also been awarded a scholarship to Pakistan's top art college, where he plans to pursue textile design.

The English Access Microscholarship Program (Access) provides opportunities to youth from underserved communities to develop their English-language proficiency and enhance their ability to successfully pursue better career options. In addition to developing and enhancing their English-language skills, the participants also acquire knowledge, skills and attitudes conducive to operating successfully as national and global citizens. For this, the program also incorporates various enhancement activities such as community service projects, class representatives' elections, newsletter development, readers' clubs, and integration of ICT. These activities aim at developing students' confidence and communicative skills through participation in meaningful learning experiences. Throughout the world, the Access Program has reached over 115,000 students in 80+ countries. The program first began in Pakistan in 2004 and has since reached over 13,000 Pakistani students. Ayub's story is just one of the amazing feats that Access alumnus are accomplishing in Pakistan.

ایوب خان نے، جو ایکس ایس پروگرام کا سابق طالب علم ہے، تنہا ایک کم آمدنی والے علاقے میں اسکول قائم کیا۔ اس کا اپنا پس منظر کم مراعات یافتہ طبقے کا ہے اس لئے وہ چاہتا تھا کہ دوسرے بچوں کو زیادہ تعلیمی فوائد کے حصول میں مدد دے۔ ایوب نے، جو ایک باصلاحیت فنکار بھی ہے، ایک سوشل انٹرپرائز پارے تحقیق کئے اور قومی عجائب گھر میں اپنے فن کی اولین نمائش کا اہتمام کیا۔ اس نمائش سے حاصل ہونے والے چار لاکھ ۵۶ ہزار روپوں سے اس نے کراچی کی چھتر کالونی میں اپنے اسکول کی پہلی شاخ کھولی۔ کچھ کرکڑے کے اس کے جذبے کو دیکھ کر دوسرے لوگ ایوب کے نصب العین کے حصول کیلئے مالی اعانت فراہم کرنے لگے۔ اب اس نے کراچی میں اس نوعیت کے مزید دس اسکول قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اسے پاکستان کے چوٹی کے آرٹ کالج کیلئے وظیفہ بھی مل چکا ہے جہاں وہ ٹیکسٹائل ڈیزائن کی تربیت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

انگلیش ایکسیس مائیکرو اسکالر شپ پروگرام ایوب جیسے پسماندہ طبقوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو اپنی انگریزی زبان کی صلاحیتوں کو بہتر بنا کر اپنے لئے بہتر مستقبل کے حصول کی کامیاب کوششیں کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ اس پروگرام کے شرکا اپنی انگریزی زبان کی مہارتوں کو بہتر بنانے کے علاوہ ایسا علم، صلاحیتیں اور رویے بھی اپناتے ہیں جو انہیں جمہوریت، انسانی حقوق، آزادی، اجتماعیت اور سماجی خدمت ایسی بنیادی اقدار پر یقین رکھنے والے ایک شہری اور عالمی باشندے کے طور پر کامیابی سے اپنے فرائض سرانجام دینے میں مدد دے سکیں۔ اس مقصد کیلئے اس پروگرام میں سماجی خدمت کے منصوبوں، طبقاتی نمائندگی پر مبنی انتخابات، رسائل کی تیاری، قارئین کے کلب، آئی سی ٹی کے ادغام سمیت بشری صلاحیتوں کو جلا بخشنے والے بہت سے دیگر موضوعات کو بھی سمودیا گیا ہے۔ ان سرگرمیوں کا مقصد طالب علموں کو پُر اعتماد بنانا اور با مقصد تجربات میں شرکت کے ذریعے ان کی بول چال کو بہتر بنانا ہے۔ ایکسیس پروگرام دنیا بھر میں ۸۰ سے زیادہ ملکوں کے ۱۱۵۰۰۰ سے زیادہ طالب علموں تک رسائی حاصل کر چکا ہے۔ پاکستان میں اس کا آغاز ۲۰۰۴ء میں ہوا اور اب تک ۱۳۰۰۰ سے زیادہ طالب علم اس سے مستفید ہو چکے ہیں۔ ایوب کی کہانی ان حیران کن کارناموں میں سے محض ایک ہے جو ایکسیس پروگرام کے سابق طالب علم پاکستان میں سرانجام دے رہے ہیں۔



# A Love Letter to Karachi!

An old communist poet. His wealthy, middle-aged son. A young man caught in an unpleasant, dead-end job. A girl who spins engaging tales to conceal her heartbreak. A grief-stricken writer.

What happens when the fates of these ordinary Karachiites converge after a deadly bomb blast? You'll have to read *The Scatter Here is Too Great* by Fulbright alumnus Bilal Tanweer to find out. The Fulbright Alumnus is celebrating the fourth anniversary of his critically acclaimed book, which won the Shakti Bhatt First Book Prize 2014 and was shortlisted for the DSC Prize for South Asian Literature 2015. Mohammad Hanif, author of *A Case of Exploding Mangoes*, called it "a blood-soaked love letter to Karachi." Nadeem Aslam, author of *Maps for Lost Lovers*, said "Tanweer assembles a story of Karachi through lovingly-collected fragments. By the end of this book he had made me see that certain things are more beautiful and valuable for having been broken."

Tanweer has established himself in Pakistan's literary scene and was one of Granta's "New Voices for 2011" as well as one of the eleven recipients of the 2010 PEN Translation Fund Grant. He holds an MFA in Writing (fiction) from Columbia University for which he received a Fulbright Scholarship and was named an Honorary Fellow of the International Writing Program at the University of Iowa.

Tanweer spoke about his novel and his Fulbright exchange experience in a phone interview with the Pakistan-US Alumni Network.

Q. What was your motivation for writing the book and why did you choose Karachi as its setting?

A. I did not have a set motivation for writing the book and just wanted to engage with my experience of the world and render it for others. I choose Karachi because it's the city that I define myself against and I consider it as a reference point for understanding everything else.

Q. What was the creative process like when you sat down to write the book? Is there a specific kind of writing technique that you decided that you would draw upon?

A. I write from a point which is most

compelling and deduct intuitively. I tried to explore the dramatic energy. You write about what matters to you as a writer because a writer is also a person of the world, so you give shape to whatever you have on the page.

I was not worried about the technique, but thought about the emotion and stayed true to my voice and tried to capture it as honestly as I could.

Q. The adverse law-and-order situation in Karachi is a theme that pervades the book, but it does not become so overwhelming, so as to detract from the lives of the characters. Was this a conscious decision on your part?

A. The notion of fiction these days is that it is about information in the world, but I feel that fiction is not about so to say what is happening in Karachi, but it investigates the human heart. How real human beings are affected and what it is like to be alive in those circumstances. How is it like to love, lose and come across someone you haven't seen for the past 20 years.

So there are sociological reports if you want to understand the conditions in Karachi, but I was looking at what it is like to be alive in those circumstances.

Q. How did your Fulbright exchange experience pave the way to your writing this book?

A. It was my first time living outside Pakistan when I went for the Fulbright, so it was a huge cultural shock to begin with. But I loved it and I have great memories from my time in New York. Also Columbia University's MFA program is one of the best, so I was very lucky to find the funding.

So I can say that I wouldn't have written my book without the Fulbright funding.

Q. Lastly, please tell us about the response that the *The Scatter Here Is Too Great* received.

A. I am more than happy with the response. The book found big publishers in India, U.S, U.K and France. My aim was just finding some publishers for *The Scatter Here Is Too Great* so the book has met my best expectations.

*The Scatter Here Is Too Great* is available for purchase at local book sellers and from Amazon.com.

'Timely and unconventional... an elaborate, haunting portrait of urban Pakistan' *GUARDIAN*

THE  
SCATTER  
HERE  
IS TOO  
GREAT

BILAL TANWEER

WINNER OF THE SHAKTI BHATT

# کراچی

## کے نام پیار بھری چٹھی!

کو شش کرتا ہوں کہ ڈرامائی توانائی کو بروئے کار لاؤں۔ آپ اس بارے میں لکھتے ہیں جس کے بارے میں آپ بطور ادیب لکھنا چاہیں کیونکہ ایک مصنف بھی بالآخر اس دنیا کا ایک فرد ہے۔ اس طرح آپ کا نذر موجود مواد کو کوئی شکل دیتے ہیں۔

میں لکھنے کے عمل کے بارے میں زیادہ متفکر نہیں ہوا مگر جذبات کے متعلق زیادہ سوچا اور اپنی اندرونی آواز کو حتی المقدور دیانت داری سے صفحہ قرطاس پر لایا۔

س: اس کتاب کا مرکزی خیال کراچی کی اہتر ہوتی امن و امان کی صورتحال تھی، مگر یہ خیال انتہائی نہیں ہے کہ دوسرے کرداروں کی زندگی سے توجہ ہٹ جائے۔ کیا یہ آپ کی جانب سے ایک دانستہ کوشش تھی؟

ج: افسانوی ادب کے بارے میں آج کل ایک خیال یہ ہے کہ یہ اسی دنیا کی معلومات کے حوالے سے ہے، مگر میرا خیال ہے کہ افسانہ اس کے بارے میں نہیں ہے کہ کراچی میں کیا ہو رہا ہے بلکہ یہ انسانی دل کا تجزیہ کرتا ہے۔ سچ سچ کے انسان ان حالات سے کس طرح متاثر ہوتے ہیں اور یہ کہ ان حالات میں کس طرح رہا جاتا ہے۔ کسی کو چاہنا، کھو دینا اور پھر کسی پھڑکے ہوئے سے ملنا جسے آپ نے گزشتہ ۲۰ سالوں میں نہ دیکھا ہو کیا لگتا ہے۔ سو اگر آپ کو کراچی کی صورتحال سمجھی ہے تو اس کے لئے معاشرتی رپورٹیں موجود ہیں مگر میرا مجاہد یہ تھا کہ ان حالات میں رہنا کیسا ہوتا ہے۔

س: نثر برائے کراچی کا یہ تجربہ کتاب لکھنے کے حوالے سے کیا رہا؟

ج: میں پہلی دفعہ پاکستان سے باہر کہیں قیام کر رہا تھا جب میں اس پروگرام پر گیا۔ اس لئے میرے لئے ابتدائی طور پر یہ بہت بڑا ثقافتی دھچکہ تھا۔ مگر مجھے یہ پسند آیا اور میرے پاس اس وقت کی بہت سی یادیں ہیں جو میں نے نیویارک میں گزارا۔ اسی طرح کو لمبیا یونیورسٹی کے ماسٹر آف فائن آرٹس پروگرام چند بہترین پروگراموں میں سے ایک ہے اور میں یقینی طور پر خوش قسمت تھا مجھے اس کے لئے فنڈز دستیاب ہو گئے۔ اور میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ نثر برائے کراچی کی مالی معاونت کے بغیر میرے لئے ممکن نہ ہوتا کہ میں یہ کتاب تحریر کر سکوں۔

س: آخر میں براہ کرم یہ بھی بتائیے کہ آپ کو اپنی کتاب دی اسکریٹر ہیزاز ٹوگریت کا کیا رد عمل ملا اور کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

ج: میں اس رد عمل سے کبھی زیادہ خوش ہوں۔ اس کتاب کو بھارت، امریکہ، برطانیہ، اور فرانس میں بڑے بڑے ناشروں نے شائع کیا۔ میرا مقصد بس اچھے ناشرین کی تلاش تھا تاکہ اس کتاب سے وابستہ میری امیدیں پوری ہو سکیں۔

دی اسکریٹر ہیزاز ٹوگریت مقامی کتب خانوں پر فروخت کے لئے دستیاب ہے اور اس کو ایسے زون ٹاٹ کو م سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ایک عمر سیدہ اشتر کی شاعر۔ اس کا امیر، ادیب عمر کا پنا۔ ترقی کے معدوم امکانات کی حامل ناخوشگوار ملازمت میں پھنسا ایک نوجوان۔ ایک لڑکی جو اپنے نوٹے ہوئے دل کے غم کو چھپانے کے لئے دلچسپ کہانیاں گھڑتی ہے۔ ایک غمزہ لکھاری۔

وہ تا یہ ہے کہ ان عام کراچی والوں کی قسمیں ایک مہلک ہم دھماکے کے نتیجے میں ایک نطفے پر سر تن ہو جاتی ہیں۔ یہ جاننے کے لئے آپ کو فل برائے کے سابق طالب علم ہارلر کی کتاب دی اسکریٹر ہیزاز ٹوگریت کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔

فل برائے کے سابق طلباء اس کتاب کی کامیاب اشاعت کی چوتھی سالگرہ منا رہے ہیں۔ اس کتاب نے ۲۰۱۳ء میں شتی بھٹ اور اڑو حاصل کیا جبکہ ۲۰۱۵ء میں یہ جنوبی ایشیا کے ادب پر دی ایس سی پرائز کے لئے نامزد چند کتابوں میں سے ایک تھی۔

کتاب اسے کیس آف ایک پلوڈنگ بیگوز کے مصنف محمد حنیف نے اس کتاب کو "کراچی کے نام خون سے ڈوبے خط" سے تشبیہ دی۔ تیس فار لوٹ لورڈز کے مصنف ندیم المسلم نے کہا کہ تو میرے محبت سے جمع کردہ نکلوان کے ذریعہ کراچی کی یہ کہانی ترتیب دی ہے۔ اس کتاب کے آخر تک اس نے مجھے قائل کر لیا کہ بعض چیزیں توڑے جانے کی بہ نسبت کہیں زیادہ خوبصورت اور قیمتی ہوتی ہیں۔

ت نویر نے نہ صرف یہ کہ خود کو پاکستان کے ادبی منظر نامہ پر تسلیم کروایا بلکہ گرائٹا کی ۳۰۱۱ء کی نئی آوازوں میں خود کو شمار کروایا۔ اس کے علاوہ ۲۰۱۰ء کے لئے چین ٹرانسلیٹس فنڈ گرائٹ حاصل کرنے والے گیارہ کامیاب مصنفین میں سے ایک تھے۔ انہوں نے کو لمبیا یونیورسٹی سے افسانوی ادب میں ماسٹر آف فائن آرٹس کی ڈگری حاصل کی ہے جس کے لئے انہیں فل برائے اسکا ر شپ بھی ملا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں یونیورسٹی آف آئیوا کی طرف سے انٹرنیشنل رائٹنگ پروگرام میں اعزازی فیلو کی ڈگری بھی دی گئی۔

ت نویر نے اپنے ناول اور فل برائے کی تصنیف میں اپنے تجربے سے متعلق پاکستان یو ایس ایٹس ایٹس نیٹ ورک کو ٹیلیفون کے ذریعہ دینے جانے والے ایک انٹرویو میں گفتگو کی۔

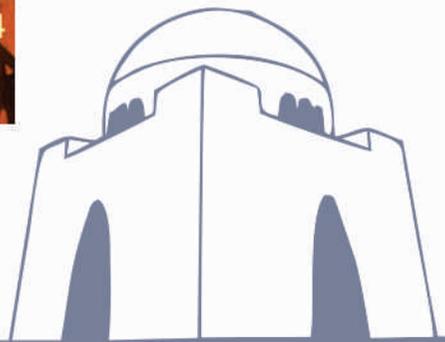
س: اس کتاب کو لکھنے کے لئے آپ کو کس چیز نے تحریک دی اور اس کے لئے آپ نے کراچی کے پس منظر کا انتخاب کیوں کیا؟

ج: مجھے یہ کتاب لکھنے کے لئے کوئی خاص تحریک نہیں تھی۔ ہاں یہ تھا کہ میں اپنے دیباہی تجربے کو بروئے کار لاتے ہوئے دوسروں کو اس سے مستفید کرنا چاہتا تھا۔ کراچی کا انتخاب میں نے اس لئے کیا کیونکہ یہ شہر نہ صرف میری پیدائش ہے بلکہ یہ میرے لئے ہر چیز کو سمجھنے کے لئے ایک حوالہ ہے۔ س: کچھ اپنے تخلیقی عمل کے بارے میں بتائیے جب آپ کتاب لکھنے بیٹھے۔ کیا آپ کے ذہن میں یہ کتاب تحریر کرنے کے لئے لکھنے کی کوئی خاص ترکیب ذہن میں تھی؟

ج: میں اس نکتے سے لکھنا شروع کرتا ہوں جو قاری کی توجہ فوری طور اپنی گرفت میں لے لے اور پھر میں وجدانی طور پر کہانی آگے بڑھاتا ہوں۔ میں

INTER  
E  
OO  
AT  
NWEER

HATT FIRST BOOK PRIZE 2014





# How American Muslims Give Back During Ramadan

By Louren Monsen

Islamic teachings place a strong emphasis on charity, especially during the holy month of Ramadan.

American Muslims — like Muslims everywhere — typically make a special effort to increase their charitable activities throughout Ramadan. They raise funds to provide food and medicine for refugees, volunteer at soup kitchens, visit fellow Muslims in local hospitals, and look for other ways to help the needy.

Good deeds and the sunrise-to-sunset fasting practiced during Ramadan lend an intensely spiritual focus to the month. For Uzma Farooq, vice president of the 'Muslim Women's Coalition and director of the organization's greater Washington office, serving her community is a big part of Ramadan.

Farooq — who moved to the United States in 1980 from her native Pakistan — lives in Falls Church, Virginia. She has been in a leadership role for 15 years with the coalition, a nonprofit

group of American Muslim women dedicated to humanitarian causes.

Several years ago, Farooq and her fellow volunteers launched the Ramadan Basket Project, which distributes basic necessities to disadvantaged women and children in the Washington area. The project, which has become an annual event, benefits Muslims and non-Muslims alike.

As Ramadan begins, the project's volunteers fill large laundry baskets with personal hygiene and food items. Gift cards that can be redeemed at grocery stores are often added, as well. "We have different teams in different areas that [fill] the baskets and help deliver them," said Farooq. Although her organization runs the program, volunteers from different faith groups also pitch in.

The volunteers "are students, teachers, professors, retired employees of the World Bank, activists and

policymakers," said Farooq. "What we have done is brought [Ramadan's] spirit of giving...to people's doorsteps."

Similar volunteer projects are carried out around the country by different Muslim organizations during Ramadan and beyond.

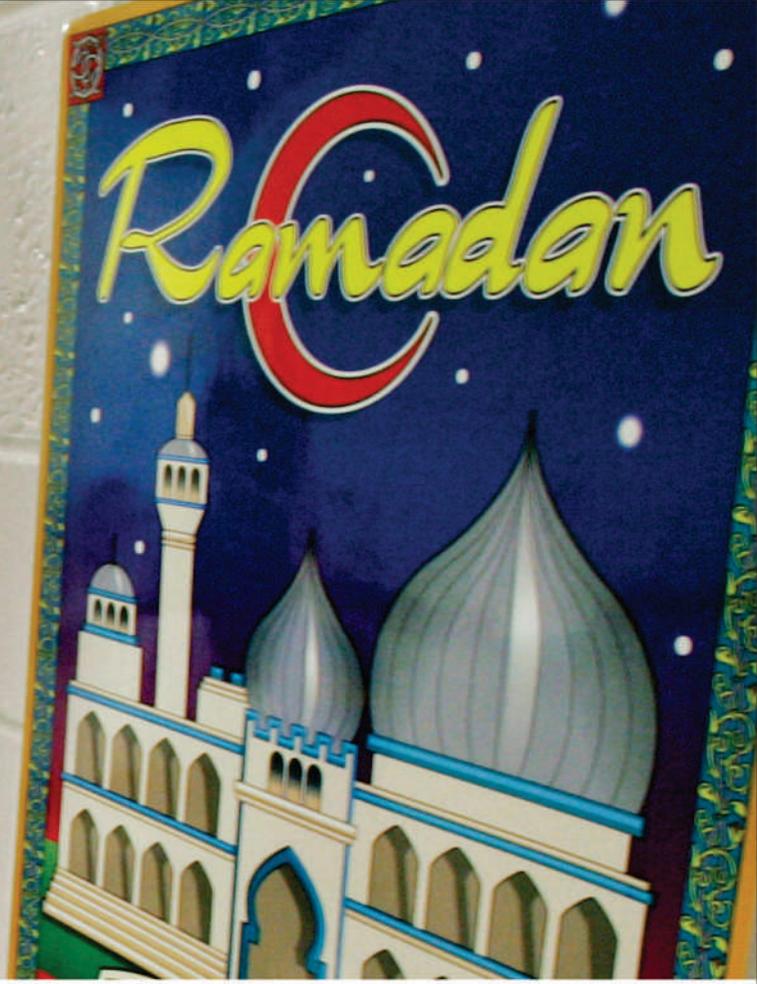
Islamic Relief USA provides humanitarian relief and development assistance to people worldwide, regardless of gender, race or religion.

Every year, the group distributes Ramadan food packages to needy Muslims in dozens of countries, including the United States.

Volunteering during Ramadan is especially important, because "Islam teaches us to take care of our neighbors and be responsible citizens," said Farooq. "Ramadan connects and unites

all Muslims for a spiritual reason...It is one of the most beautiful times of the year with family, friends and the community at large."

# ماہِ رمضان میں امریکی مسلمانوں کی کارِ خیر میں شرکت



تحریر: لورین مونسین

درجنوں ممالک کے، بشمول ریاست ہائے متحدہ امریکہ، ضرورت مند مسلمانوں میں کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرتا ہے۔

اشیاء تقسیم کی جاتی ہیں۔ یہ منصوبہ اب ایک سالانہ پروگرام بن چکا ہے اور اس سے مسلم وغیر مسلم بلا تخصیص استفادہ کرتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں حاجت روائی، بالخصوص رمضان کے مہینے میں برات و صدقات پر بہت زور دیا گیا ہے۔

عظمی فاروق نے کہا کہ رمضان میں رضاکارانہ سرگرمیاں، خاص طور پر اہمیت اختیار کر جاتی ہیں کیونکہ اسلام ہمیں اپنے ہمسائیوں کا خیال رکھنے اور ایک ذمہ دار شہری بننے کی تعلیم دیتا ہے۔ ماہِ رمضان سب مسلمانوں کو زوہانی بنیاد پر بھی ایک دوسرے سے جوڑتا ہے۔ یہ خاندان، دوست احباب اور اپنی کمیونٹی کے لوگوں کے ساتھ گزارنے کا سال کے بہترین زمانے میں سے ایک موقع ہوتا ہے۔

جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو منصوبے کے رضاکارانہ ذمہ داری کی ایک بڑی باسکٹ کو صحت و صفائی کی چیزوں اور کھانے پینے کی اشیاء سے بھرتے ہیں۔ اس میں اسواق گفت کارڈز بھی رکھے جاتے ہیں، جنہیں کرایے کی دکانوں پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

امریکی مسلمان۔ دوسرے ملکوں میں دیگر مسلمانوں کی مانند، رمضان کے مہینے میں خیراتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ وہ پناہ گزینوں کی خودا ک اور ادویات کے لیے چندہ جمع کرتے ہیں، سوپ کچن میں رضاکارانہ طور پر کام کرتے ہیں، مقامی اسپتالوں میں بیمار مسلمان بھائیوں کی عیادت کرتے ہیں اور ضرورت مندوں کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

عظمی فاروق نے بتایا "ان نوکریوں کو بھرنے اور تقسیم کرنے کے لیے مختلف علاقوں میں ہماری مختلف ٹیمیں ہیں۔" اگرچہ یہ پروگرام ان کا گروپ چلاتا ہے، لیکن مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے رضاکار بھی اس کارِ خیر میں شامل ہو جاتے ہیں۔

رمضان کے زمانے میں نیکی کے کاموں اور صبح سے شام تک روزے کی مشقت سے زوہانی باہر لگنے پر توجہ مرکوز ہو جاتی ہے۔ عظمی فاروق کے نزدیک، جو مسلم وین کونٹریں کی نائب صدر اور اپنی تنظیم کے واٹکنٹن میں دفتر میں ڈائریکٹر بھی ہیں، اپنے لوگوں کی خدمت رمضان کے مہینے کا نمایاں جزو ہے۔

عظمی نے بتایا کہ ان رضاکاروں میں طالب علم، اساتذہ، پروفیسر، ورلڈ بینک کے سابق ملازمین، کارکن اور باب بست و کشاد شامل ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس پروگرام کے ذریعہ رمضان کی روح یعنی حاجت روائی کو لوگوں کی دلہیز پر لے گئے ہیں۔

عظمی فاروق، جو اپنے آبائی وطن پاکستان سے ۱۹۸۰ء میں امریکہ آئیں، فائز چچ، ورجینیا میں پزیر ہیں۔ وہ مسلم وین کونٹریں میں، جو ایک غیر منافع بخش گروپ ہے، قائم کرنے اور ادارہ کر رہی ہیں۔ یہ گروپ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے سرگرم عمل ہے۔

مختلف مسلم تنظیمیں اسی طرح کے رضاکارانہ منصوبوں پر ماہِ رمضان اور اس کے بعد بھی ملک بھر میں کام کرتی رہتی ہیں۔

کئی سال پہلے، عظمی فاروق اور ان کے ساتھی رضاکاروں نے "رمضان باسکٹ" کے نام سے ایک منصوبے کا آغاز کیا، جس کے تحت واٹکنٹن کے علاقے میں غیر مرعات یافتہ عورتوں اور بچوں میں بنیادی ضروریات کی

اسلامک ریلیف یو ایس اے، دنیا بھر میں بلا تخصیص جنس، نسل و مذہب انسانی فلاح و بہبود اور ترقیاتی امداد فراہم کرتا ہے۔ یہ گروپ، ہر سال

# WE WANT TO SEE YOU IN KHABR-O-NAZAR!

Take a photograph holding this magazine and inbox it to the Embassy  
Facebook page. We might share your photograph on our page.

<http://www.facebook.com/pakistan.usembassy/>

ہم آپ کو خبر و نظر میں دیکھنا چاہتے ہیں۔  
اس رسالے کو ہاتھ میں پکڑ کر تصویر کھنچو انہیں اور اُسے ہمارے  
سفارتخانہ کے فیس بک پیج پر ان باکس کریں۔  
ہم متوقع طور پر آپ کی تصویر اپنے صفحے پر شائع کریں گے۔

Send feedback, suggestions & Subscription request to;  
InfoISB@state.gov